جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایام فرحت انجام

رسالہ

دعوۃ الاسلام

فی تردید

رسالہ

حجۃ الاسلام

سید محمد یوسف صاحب شفیق داعی پوری نے تالیف کرکے آریہ دھرم کے بطلان اور اسلام کی

صداقت کو بہت خوبی سے ثابت کیا ہے

نور المطابع تھوئی ٹولہ لکھنؤ مین باہتمام سید نور الحسن مالک مطبع چھپا

دیا ہے

ایسے نہین اونکا جواب لکھا جاوے

وفات اور کثرت اشتغال کے قلم برداشتہ

بار اول تعداد ۶۰۰

۷۸۶

ڈیڈیکیشن

ایک ناچیز بے بضاعت شخص کے خیالات کسیطرح اس لائق نہین ہو سکتے کہ وہ معراج اعزاز پر پہونچانے کے لیے کسی فخر قوم وملت کے نام نامی اور اسم گرامی کے ساتھ وابستہ کیے جائین بجنسہ یہی حکم میری اس تالیف پر لگایا جاسکتا ہے جسکا مجھ کو خود اعتراف ہے - لیکن مین اپنے واجب التعظیم ممدوح عالی خاندان والا دودمان فیاض زمان فخر قوم وملت عالیجناب معلی القاب دی انریبل سر راجہ علی محمد خان صاحب بہادر کے سی آئی ای والی ریاست عالیہ محمود آباد دام اقبالہ کے خاص حوصلہ افزا اجازت کے ساتھ اس رسالہ کو حضور انور کے نام نامی اور اسم گرامی کے ساتھ معنون کرتا ہون - اور اس اجازت کے افتخاری عطیہ کی بابتہ صدق دل سے شکر گزار و دعا گو ہو کر حق تالیف اس رسالہ کا انجمن اصغریہ داعی پور کے نام علمی اغراض کی تکمیل کے لیے وقف کرتا ہون اور جناب ممدوح کے لیے خلوص دل سے دست بدعا ہون -

الٰہی تا صد و سی سال قائمش بامراد
بحق احمد مرسل و آلہ الامجاد

خادم قوم

سید محمد یوسف شفیق داعی پوری

بحولہ وقوتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلیٰ اِحسَانِہٖ وَصَلوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلیٰ رَسُولِہٖ وَحَبِیبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَولَانَا
اَبِی القَاسِمِ مُحَمَّدِ ابنِ عَبدِ اللّٰہِ وَعَلیٰ اٰلِہِ الاَمجَادِ

بندہ عاصی سید محمد یوسف شفیق داعی پوری ابن سید حسین ابن مولوی سید تفضل حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ اپنے اسلامی اور وطنی بھائیون اور بزرگان قوم کی خدمت مین اس ناچیز رسالہ کی تالیف کا سبب عرض کرتا ہے۔

مجھکو ایک دوست نے رسالہ حجۃ الاسلام مصنفہ پنڈت لیکرام صاحب آریہ سماجی دکھلایا جسمین رسالہ حجۃ اللہ مصنفہ مولوی عبید اللہ صاحب کا (جو تحقیق مذاہب کے بعد ہندو مذہب سے نکلکر توحید الٰہی کی دین مین داخل ہو گئے ہین) ہٹ دھرمی کے ساتھ جواب دیا گیا ہے اور بالعموم ہر ایک مذہب کے پیشوا پر۔ اور بالخصوص پیغمبر اسلام پر متعصبانہ اعتراض کرکے پنڈت جی نے اپنی قابلیت کو صرف کر دیا ہے ع جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے اگرچہ ایسے رسالہ کا جواب لکھنا چندان ضروری نہ تھا اسلیے کہ ہٹ دھرمی کا جواب ہی کیا ہے۔ لیکن بعض احباب نے اس بات پر مجبور کیا کہ جو اعتراضات پیغمبر اسلام کیطرف منسوب کیے گئے ہین انکا جواب لکھا جاوی لہذا بخاطر احباب باوصف قلت اوقات اور کثرت اشتغال کے قلم برداشتہ

چند سطرین لکھ ڈالین - اور نام اس مختصر رسالہ کا دعوۃ الاسلام فی تردید حجۃ الاسلام رکھکر دو باب پر منقسم کیا باب اول ویدا ور آریہ دھرم کی تکذیب وتردید مین باب دوم اون اعتراضات کے جواب مین جو بانی اسلام کی طرف منسوب کیے گئے ہین ناظرین سے اصلاح اور عفو خطا کی امید ہے - وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب -

باب اوّل

اس باب مین دو فصلین ہین فصل اول وید کی تکذیب مین فصل دوم آریہ دھرم کی تردید مین -

فصل اول قولہ وید مقدس کے الہامی ہونے پر ایک دلچسپ تقریر - ضروری ہے کہ الہامی کتاب یا الہام ایزدی دیگر کتابون سے خاص طور پر ممتاز ہو اور اسمین ایسے صفات ہون جو کسی دوسرے مین نہ ہون - کیونکہ کوئی انسان ایشوری صفات کا کبھی اور کسی حالت مین بھی مقابلہ نہین کر سکتا جسطرح ایشور کے بنائے ہوے آفتاب و ماہتاب بے نظیر ہین ویسا ہی اوس کا الہام بھی بے مثل ہونا چاہیے بنا بر آن الہام ایزدی مین پہلے خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ از آغاز عالم تا اختتام عالم رہے یعنی جب سے انسانی سرشتی کا ارنبہ ہوا ہے تبھی سے اوس کا پرکاش ہو - اور جب تک انسانی سرشتی رہے تب تک وہ ظہور پذیر رہے -

اقول پنڈت جی صاحب اگر آپ کا وید کی نسبت یہ دعوی ہے کہ وہ الہامی کلام

اور آغاز عالم سے ہے تو اثبات دعوی کے لیے کم از کم اسقدر لکھنا اور متواترات سے ثابت کرنا ضروری تھا کہ کس شخص پر اور کس ملک مین اور کس زمانہ مین ویدونکا نزول ہوا۔ اور ہنگام نزول اوسکے احکام کی تبلیغ اور اشاعت کہان تک کی گئی۔ اور جبکہ وید مین معرفت الٰہی اور نجات کا ذریعہ بالکل ہی مفقود ہے تو پھر لوگون کو کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اور بلا اختلاف کسقدر زمانہ ویدون کو نازل ہوے گذر چکا ہے اور پنڈت دیانندجی صاحب سے پہلے کیون وید اسقدر گمنام اور بے نام و نشان رہا کہ بقول متھراداکشن صاحب مؤلف تاریخ آریہ سماج تمام انڈیا بھر مین بکوشش تمام و تلاش بسیار۔ صرف ایک نسخہ وید کا دیانندجی صاحب کو دستیاب ہو سکا ع اوخویشتن گم است کرا رہبری کند۔

ان تمام ضروری باتون کے بتانے مین آپ کا وید مقدس اور آپ دونون خاموش ہین اور اس خاموشی کا سبب بجز اسکے اور کچھ نہین ہے کہ وید ہرگز ہرگز الہامی کلام نہین ہے۔

اب مین یہ ثابت کرتا ہون کہ وید کیونکر بنایا گیا اور کسقدر لوگون نے ملکر اس کو ترتیب دیا ہے اور کون شخص اسکی اصل بنیاد کا بانی ہے ۔

ہر ایک تاریخ دان شخص پر پوشیدہ نہین ہے کہ بیاس جی صاحب مولف وید اور زردشت آتش پرست کا ایک زمانہ تھا اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ زردشت سام بن نوح کی اولاد سے ہے اور اہل ہند بھی سام کی اولاد سے ہین

اس لحاظ سے زردشت اور بیاس جی ایک ہی دادا کی اولاد اور ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔

بیاس جی کا بلخ پہونچکر زردشت کی خدمتمین حاضر ہونا اور مذہب زردشتی اختیار کرنا
نامہ وخشور زردشت۔ مطبوعہ ایران صفحہ ۱۲۶ العامہ ۱۸۵۔

اکنون برہمنی بیاس نام از ہند آید بس دانا کہ بر زمین کم چنان است چون این ۔
بر خوانی راست کیش شود واز ہم آئینان تو گردد۔

شرح گویند چون بیاس ہندی بہ بلخ رسید گشتاسپ بادشاہ زردشت را خواند وبا او آمدن آن دانا گفت۔ وخشور پاسخ داد کہ یزدان آسان کند پس شہنشاہ فرمود تا از ہر کشورے فرزانگان وموبدان را بخوانند۔ چون ہمہ گرد آمدند زردشت از آفرین خانہ بر آمد وبیاس نیز بانجمن آمد وباخشور گفت اے زردشت از پاسخ وراز گذاری تشنگر جی جہانیان آہنگ کیش تو دارند = وجز این فرجود بہاے بسیار شنیدہ ام من مرد ہندی نژاد وبدانش بے نظیر۔ راز سربستہ دارم کہ از دل بزبان نیاوردہ ام۔ اگرچہ گردے گویند کہ اہرنان باہر من کیشان ودیوپرستان الگی مید ہند وجز از دل من ہیچ گوش نشنیدہ۔ گر درین انجمن ازان رازہا یک بزبن خوانی بہ آئین تو آیم زردشت گفت پیش از آمدن تو ای بیاس۔ یزدان ازان رازہا مرا آگاہی بخشیدہ۔ پس این درسیم را از آغاز تا انجام بر خواند چون بشنید وبمغز رسید یزدان را نماز بردہ بہ آئین در آمد وبہند بازگشت۔

اور سفرنگ دساتیر مطبوعہ ایران صفحہ ۱۳۵ مین بھی بیاس جی کا بلخ مین پہونچکر زردشتی مذہب اختیار کرنے کا ذکر ہے۔

اس بات مین ذرا شک نہین کہ زردشت ضرور ایک ایسا عالی دماغ اور خوش بیان شخص تھا جسکی ایران بھر مین ہوا بندھی ہوئی تھی بڑے بڑے گردن کشان زمانہ اوسکے سامنے سر اطاعت خم کرتے تھے بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ ویباس جی پر اسکی تعلیم و تربیت کا اثر نہ ہوتا اور جبکہ پہلے ہی سے حسن ظن حاصل تھا جسکی وجہ سے اس قدر زحمت اور دور و دراز کی مسافت اختیار کی تھی۔

اب آئین زردشتی کی تقلید کرتے ہی یہ خیال بھی پیدا ہوا جو بہت ضروری اور جزو مذہب تھا کہ ہندوستان پہونچکر آتش پرستی کو رواج دینا چاہیے لیکن اس کام کے لیے ایک ایسی کتاب کی بھی ضرورت تھی۔ جو اہل ہند کی پرانی زبان مین ہو اور جسمین اگنی دیوتا کے صفات بہت مبالغہ کے ساتھ مندرج ہون چنانچہ بیاس جی نے ہندوستان پہونچتے ہی سب سے پہلے یہی کام کیا کہ ویدون کی تصنیف و تالیف مین پورا وقت صرف کر کے آتش پرستی کو ہون کے نام سے تمام ہندوستا مین رائج کر دیا وید کیونکر بنائے گئے اور کسقدر لوگون کے اقوال کا یہ مجموعہ ہے زردشت کی صحبت مین باریابی حاصل ہونے اور آئین زردشتی اختیار کرنیکی وجہ سے بیاس جی کے دل مین اگنی دیوتا کی قدر و منزلت بہت زیادہ بڑھ گئی پہلے سے بھی اگنی دیوتا اہل ہند کے مقدس دیوتاؤن مین شمار کیا جاتا تھا اور جا بجا پرستش

بھی ہوتی تھی۔

اب تو بیاس جی نے پورا پورا ارادہ کر لیا کہ ضرور ایک کتاب کے ذریعہ سے اگنی دیوتا کے صفات ظاہر کرکے لوگون کو آتش پرستی کی ترغیب دینا چاہیے اس کام کے لیے بیاس جی نے بلخ ہی سے اہتمام کرنا شروع کر دیا اور بہت سے مفید مطلب مضامین جو زردشت سے وقتاً فوقتاً سنے اور اوس کی کتاب مین دیکھے نوٹ کر لیے تھے۔ اب ہندوستان پہونچکر اور بھی گذشتہ رشیون اور موجودہ سادھون کے اقوال کو منتخب کرکے سب سے پہلے رگوید کو تالیف کیا۔

رسالہ تکذیب المکذبین مولفہ ابورحمت حسن صاحب مین اون سب لوگون کے نام فرداً فرداً لکھی ہین جنکے متفرق اقوال کا رگوید مجموعہ ہے مثلاً۔

نام وید مع تفصیل باب ومنتر	نام ان لوگونکے جنکے اقوال کا رگوید مجموعہ ہے
رگوید منڈل ۱ سوکیت ۱ لغایت ۱۱	مدہچھند ولد وشوامتر
" سوکیت ۱۲ لغایت ۲۴	مدہاتی ولد کالو
" سوکیت ۲۵ لغایت ۳۲	شونہ شیپ ولد اجی گرت
" سوکیت ۳۳ لغایت ۳۶	ہرن شیپ ولد انگرا
" سوکیت ۳۷ لغایت ۴۳	گھتو ولد گھورا

اسیطرح رگوید ۱۹۲ آدمیون کے متفرق اقوال کا مجموعہ ہے جس مین ایک ہزار ستره مختصر مضمون بطور نظم کے ہین - اور ہر ایک نظم مین کئی کئی منتر ہین اور کل

رگوید بھر مین دس ہزار پانسو اسی منتر ہین اور سب کا خطاب دیوتاؤن کیطرف ہی جن مین بہی اگنی اور اندر دیوتا کی خاص طور پر مدح سرائی کیگیی ہے اور ماسوا انکی ۳۳ دیوتاؤن کی اوربھی تعریف کی گئی ہے جن مین سے ۱۱ آسمان پر اور ۱۱ زمین پر اور ۱۱ ہوا پر رہتے ہین - مثلا -

اتھربن وید کانڈ نمبر ا پر پھاٹک نمبر ۲۳ انوواک نمبر ۴ بھومکا صفحہ نمبر ۴۵ - اُس پرماتما کا خزانہ قدرت تینتیس ۳۳ دیوتاؤن سے محفوظ ہے پرماتما کے اوس خزانہ قدرت کو جسکی دیوتا حفاظت کرتے ہین کون جا سکتا ہے -

شام وید - اصل مین رگ وید کا لب لباب ہی اس لیے جو رگوید کے مصنف ہین وہی شام وید کے مؤلف ہین - یجروید کے مصنفین کی تعداد ۳۵۴ ہی - مثلا -

نام وید مع تفصیل باب و منتر	نام ان لوگون کے جنکی اقوال کا یجروید مجموعہ ہے
یجروید ادھیاے باب نمبر ۱ منتر ۱ لغایت ۳۱	پر میشتی جی
" باب نمبر ۲ منتر نمبر ۱ لغایت نمبر ۳۰	پر میشتی جی
" باب نمبر ۲ منتر نمبر ۳۱ لغایت نمبر ۳۴	وام دیو جی
" باب نمبر ۳ منتر نمبر ۳	آنگرا جی
" باب نمبر ۳ منتر نمبر ۲	سوشرت جی
" باب نمبر ۳ لغایت نمبر ۱۳	بھروداج جی

اور اتھرون وید ان تمام ویدون کا تتمہ ہے

مہابھارت وغیرہ سے مصنفین وید کا نام و نشان اور اون کی سکونت و پیدائش

وغیرہ کا حال مفصل معلوم ہوتا ہے۔

زردشت کے اقوال اور ژنداوستھا کے بہت سے مضامین ویدمین شامل ہین

ویدمین آتش پرستی کے متعلق جسقدر منتر ہین وہ سب بزبان حال سے کہہ رہے ہین کہ

ماخذ اون سبکا ژنداوستھا اور زردشتی مقولہ ہین۔ لیکن آریہ صاحبان آتش پرستی

کو اگنی ہوتر کے نام سے موسوم کرکے یہ بیان کرتے ہین کہ ہوا صاف کرنے کی غرض

سے آگ جلائی جاتی ہے حالانکہ ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ اس قول کے مطابق صرف

اوسی مقام پر آگ جلانے کی ضرورت ہے جہان کی ہوا خراب ہو صاف ہوا مین

آگ جلانا بیکار ہے۔ **دوسرے** یہ تخصیص کہ برہمن کی گھر کی آگ ہو جلانیوالا

عالم اور سادھو اور خاندانی آدمی ہو۔ **تیسرے** ہر لکڑی جلانے پر ایک نیا منتر

اگنی دیوتا کی تعریف مین پڑھنا اور لذیذ کھانے اور میوہ جات اور خوش ذائقہ

مٹھائیون کا چڑھانا اور جلانا کیا ضرور ہے۔ ان تمام باتون سے صاف ظاہر ہے

یہ اگنی ہوتر در اصل خاص آتش پرستی ہے۔

وید کے وہ منتر جو اگنی دیوتا کی تعریف مین ہین اور ہون کرتی وقت پڑھی جاتی ہین

جو شخص برہمن کے گھر سے آگ لاکر جلادے اوسکو ویدی تعلیم کے مطابق یہ منتر

پڑھنا چاہیے یجر وید ادھیا سوم منتر پنجم مین کھانے کے لائق اناج کے لیے

ایشور یہ سے آسمان مین سورج کی طرح اپنے اچھے اوصاف سے پھیلی ہوئی

زمین کی طرح ظاہر و پوشیدہ گروں مین رہنے والے عالم لوگ جہان پاس کرتے ہین
یا زمین کے پرشت کے اوپر زمین و آسمان دوتھا جو وغیرہ سب اناجون کو کھا جانے
والی آگ کو استھاپن کرتا ہون۔

جب چندن کی تین لکڑیون مین سے پہلی لکڑی گھی مین تر کرکے آگ مین رکھے
تو یہ منتر پڑھے - یجروید ادھیا ۳۔ منتر اول - ہے ودوان لوگو تم لکڑی گھی
وغیرہ سے آگ کو روشن کرو جیسے جس سنیاسی کے آنے جانے کی کوئی تاریخ مقرر نہین
ہوتی اوس کی سیون کرتے ہین ویسے ہی آگ کی سیون کرو اور اس اگنی مین
ہون کرنے کی اشیا سے اچھی طرح ہون کرو۔

جب چندن کی دوسری لکڑی جلاوے تو یہ منتر پڑھے یجروید ادھیا ۳ منتر دوم
ہے لوگو تم اچھی طرح روشن شکل والی صاف کیے ہوے عیوب کو دور کرنے والی
سب اشیا مین موجود تیز سبھا والی آگ مین گھی وغیرہ چیزون کو ڈالو۔

جب چندن کی تیسری لکڑی جلاوے تو یہ منتر پڑھے یجروید ادھیا ۳ منتر سوم
ہم لوگ جو اشیا کے حاصل کرانے اشیا کے الگ الگ کرانے مین بڑی طاقت والی
بڑی روشنی والی آگ جلاتے ہین اوسکو لکڑی وغیرہ یا گھی سے بڑھاتے ہین۔

اب منصف مزاج ناظرین مرقومہ بالا منترون کو دیکھکر سمجھ لین کہ دراصل یہ
ہون خاص آتش پرستی ہے یا نہین - شام وید کی منتر اگنی دیوتا کی تعریف مین
شام وید پرپھاٹک ۱ء ۲ منتر ۱ - اے اگنی دیوتا لوگ نہایت ادب سے طاقت

کے واسطے تیری مدح سرائی کرتے ہین تو دشمن کو خطر دن سے تکلیف دے۔

شام وید باب دوم فصل اول پر پھاٹک نمبر۱ منتر ۴ اے اگنی دیوتا تو ہون کے کام مین بڑا ہنر رکھتا ہے پس اے اگنی تو دیوتاؤن کو اس پرہیز گار مرد کے پاس لا جو کہ خوشی خوشی تیری عبادت کرتا ہے تیری شوکت ہمارے دشمنون کو دور بھگاتی ہے۔ زردشتیون اور آریون کے دیوتا ہمنام ہین اور طریقہ پرستش یکسان ہے

زردشتیونکے دیوتا کا نام	آریونکی دیوتا کا نام	ترجمہ	زردشتیونکا طریقہ پرستش	آریونکا طریقہ پرستش
سوری	سوری	سورج	صبح شام دوپہر	سیندھیا صبح شام دوپہر
اشونی	اشونی کمار	کنوارے دیوتا	توصیفی منتر	توصیفی منتر
اُفو	آپو	پانی	ایران کے دریاؤنکی پرستش	گنگا جمنا سرستی کی پرستش
اُترہ	اگنی	آگ	آتش پرستی	ہون یعنی آتش پرستی
وایو	وایو	ہوا	ہوا سے مناجات	ہوا سے مناجات
ہوم	ہوم	ہون	روزانہ آتش پرستی	روزانہ آتش پرستی
اہرمن	اریمان	ایک دیوتا کا نام	تعریفی منتر	تعریفی منتر
ورن	ورن	دیوتا کا نام	ستودنی	ستودنی
یوگوہ	یجھ	آتشکدہ	آگ کی پرستش کا مقام	استستے و نمستے

زردشتیون کے وہ منتر جو پرستش کیوقت پڑھتے ہین	آریون کے وہ منتر جو پرستش کیوقت پڑھتے ہین
صبح کیوقت آیت ۲۳ دوپہر کو ۲۴ شام کو ۲۵ خورشید نیایش	گایتری کا منتر صبح شام دوپہر

ترجمہ۔ ای سورج مجھی عقل کے ذریعہ سے توفیق دی
شہر پور بہشت آرد بہشت اور راستی
عطا کر۔ تاکہ مین اس عقل اور توفیق
سے راستی اور بدن کی صلاحیت بڑھاؤن
اور ہرطرف سے اپنی روشنی مجھپر ڈالکر رہنمائی کر۔

آیت نمبر ۱۷۔ خورشید نیایش

ترجمہ۔ تیزرو گھوڑون والے
سورج کو نمستے۔

منتر۔ اُدُم بھُورُ بھُوَہ سُوَہ تت سَوِتُر وَرِینِی
یَم بھرگو دیوسیہ دِھیہ مہِی دھِیو یو نہ پرچودیات
ترجمہ دیوتا اور زمین اور آسمان اور بہشت اور بڑی
روشنی والے سورج پرہم دھیان کرتے ہین کہ ہماری
عقل کو راستی کیطرف پھیرے اور رہنمائی کرے۔
رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۱۵ منتر ۳۔ سورج کے
تیزرفتار ہمایون فال ہاتھ پاؤن کے مضبوط
راستہ طے کرنیوالی گھوڑے جنکو ہمنے نمسکار کی ہی

ویدمین بیاس جی کے طبعزاد مسائل

بیاس جی کے منگھڑت مسائل سے ایک مسئلہ نیوگ بھی ہے جس کی تعمیل کیلیے
صرف حکم ہی نہین دیا ہے بلکہ خود بھی اوس پر عمل کر کے اپنے قول و فعل کو یکسان ہی
ثابت کر دکھایا ہے۔ یعنی اپنے حقیقی بھائیون مسمیان چتران گد اور بچتر بیرج
کے فوت ہو جانے پر بیاس جی نے اپنی دونون بھاوجون سے جو باہم حقیقی بہنین
اور راجہ بنارس کی بیٹیان تھین خلاف مرضی اون کے نیوگ کیا اور ہمیشہ کیواسطے
اپنی اولاد اور بھائی بندون کو اس مسئلہ پر کاربند رہنے کی ہدایت کر گئے۔
چنانچہ بیاس جی کے نیوگی فرزند راجہ پانڈ صاحب نے بھی باپ کے قدم بقدم چلکر
اس شرمناک مسئلہ کو اپنا دستور العمل قرار دیا یعنی اپنی چہیتی بیوی مسماۃ کنتی کو جو

لہ مہابھارت [illegible]

کرشن جی کی حقیقی پھوپھی تھین یہ حکم دیا کہ ہمارے لیے نیوگ کرا کے اولاد پیدا کرو۔
اس حکم کا ایک خاص سبب یہ بھی تھا کہ راجہ پانڈ صاحب خود قابل اولاد نہ تھے۔ اور
مذہبی اعتقاد کے بموجب شخص لاولد سرگ لوک (یعنی بہشت) مین داخل نہین ہو سکتا ہے
پس اول تو لاولدی کے رنج وغم دوسرے بہشت مین نہ داخل ہو سکنے کے خیال سے
راجہ پانڈ نے کنتی نند کور کو بہت سخت اور تاکیدی حکم دیا کہ نیوگ کرا اور ضرور کرو
تاکہ اولاد پیدا ہو۔ اب بیچاری کنتی کرتی تو کیا کرتی اسطرف خسر جی صاحب مصنف
وید کی شاستری ہدایت اسطرف شوہر کی عام اجازت عجب کشمکش تھی آخرش رع
تھہر درویش بجان درویش ہر طرح سے نیک بخت عورت کو شوہر کا راضی رکھنا ضروری
تھا۔ بیچاری نے شرما لجا کر نیوگ کرایا اور جدھشتر جی پیدا ہوئے۔ اب تو
راجہ پانڈ کی دلی مرادین پوری ہو گیئن باپ کے حکم اور ہدایت کی تعمیل بھی
ہو گئی۔ نیوگ کا عام دستور اور رواج ہو گیا۔ اور لاولدی کے دل دکھانے
والے رنج سے بھی نجات ہوئی۔ لیکن انسان مین حرص اور لالچ کا مادہ زیادہ
ہے بھلا ایک فرزند کس شمار مین تھا۔ پھر کنتی ندکور کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ اور بھی
اولاد پیدا کرے غرضکہ ارجن جی پیدا ہوئے۔ اور تیسرے بار کے نیوگ مین
بھیم سین جی پیدا ہوئے۔ اب تو راجہ پانڈ کو اولاد پیدا کرانے کا اچھا ٹنکا ہاتھ
لگ گیا۔ دوسری بیوی مسماۃ مادری کو بھی نیوگ کرانے کا حکم دیا اوس غریب
نے بھی بہزار خرابی نیوگ کرا کے نکل اور سہدیو دو فرزند پیدا کیے۔ اور بھی

پانچ نیوگی فرزند پانچون پانڈوان کے نام سے مشہور ہین -

اب بیاس جی کے حقیقی نیوگی پوتے ارجن جی مذکور ابن راجہ پانڈو کا زمانہ آیا ارجن جی نے اپنی مہ جبین بیوی مسماۃ درَوپدی رانی کو بے دھڑک نیوگ کرانے کا حکم دیا - چنانچہ اوس کنبہ پرور رانی نے غیر لوگون پر اپنے جیٹھ اور دیورون کو ترجیح دے کر پانچون سے باری باری نیوگ کرانا اختیار کیا - شیخ سلیم صاحب جو ہندو سے مسلمان ہو گئے ہین اپنی کتاب مین فرماتے ہین ؎ دروپدی رانی مہا بھوانی ارجن جی کی ناری ؛ پانچو پانڈے اون کو بھوگین اپنی اپنی باری ؛ کہو یہ کون دھرم ہے اب پشتہا پشت کے بعد دیانند جی صاحب کا نیا دور شروع ہوا آپ نے بکرشمش تمام اپنے بزرگون کے قدیم نیوگی رواج کو پھر زندہ کیا ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند ؛ دیانند جی صاحب رگوید منڈل ۱۰ سوکیت ۱۰ کی شرح مین لکھتے ہین کہ جب مرد ناقابل اولاد ہو تو اپنی زوجہ کو عام طور پر نیوگ کرانے کی اجازت دے - اگر ایک نیوگی مرد سے اولاد پیدا نہ ہو تو دُو اور تین ۳ اور چار سے حتی کہ گیارہ ۱۱ مردون سے شوہر اصلی کی حیات مین عورت کو نیوگ کرانا جائز ہے شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ بھرے گا قطرہ بقطرہ صدف کبھی نہ کبھی ؛ لگے گا تیر کوئی برہدف کبھی نہ کبھی ستیارتھ پرکاش مصنفہ دیانند جی صاحب مترجمہ لالہ رادھا کشن صاحب صفحہ نمبر ۵ مین لکھا ہے کہ بیاہتا عورت کا خاوند اگر دھرم کے لیے پردیس گیا ہو تو آٹھ سال تک - علم اور شہرت کے لیے گیا ہو تو چھ سال تک - دولت کمانے لیے گیا ہو تو

تو تین سال تک عورت راہ دیکھکر دوسرے مرد سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے اور جب اصلی خاوند واپس آجاوے تو نیوگی مرد کو چھوڑ دے۔

وید کے شان نزول مین خود پیروان وید کا باہمی اختلاف

سناتن دھرم اہل ہنود جو بہت پہلے سے وید کو ایک مقدس کتاب مانتے چلے آئے ہین اپنے شاستر اور پرانون سے نزول وید کا یہ واقعہ ثابت کرتے ہین کہ برھما جی[1] کے پانچ منھ تھے ایک سب سے اوپر کے سر مین باقی چار طرف نیچے کے سر مین۔ لیکن اوپر کا سر مہادیو جی نے اس جرم پر کاٹ ڈالا کہ برہما نے اپنی سگی بیٹی سارستی سے زنا بالجبر کیا تھا باقی ماندہ چارون منھ سے ہر چہار وید نکلے جن کو بیاس جی نے ترتیب دیا ہے۔

آریہ سماجی ہنود۔ سناتن دھرم والون کی تمام مقدس کتابون کو غلط اور نامعتبر ظاہر کرکے نزول وید کے متعلق ایک نئی منطق بیان کرتے ہن۔ یعنی ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نوسو چھتر سال کا عرصہ ہوا اوس وقت ملک تبت مین چار رشیون پر جن کا نام وایو (ہوا) اگنی (آگ) آدیت۔ انگرہ (آب و خاک) ہے ہر چہار وید نازل ہوے۔ جو متفرق اور پراگندہ تھے بیاس جی نے جمع کیے لیکن ہر ایک تاریخ دان شخص سمجھ سکتا ہے کہ آریہ سماج کا دعوی کسقدر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اول تو جن نامون کی نسبت رشی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے دراصل یہ ہر چہار نام عناصر اربعہ یعنی آب و آتش خاک و باد کے ہین۔ اور جو کچھ بھی

[1] مہابھارت کے انوشپ اور اسکندم پران وغیرہ مین یہ واقعہ بہت تفصیل سے لکھا ہے

انسان تو نسے ظاہر ہوتا ہی اوسکے مظہر ہی عناصر ہین جو ہر ذیروح کی سرشت مین شامل ہین
یہیں غلط فہمی سے ان عناصر اربعہ کو جو انسان مین ترکیب پاکر مظہر وید ہوے ہین رشی سمجھ لیا ہی
اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے چار کتابون کو تصنیف کیا اور اسکو یہ معلوم ہے کہ اوسکا
جسم بھی چارہی عناصر یعنی ہوا آگ۔ پانی مٹی سے مرکب ہے اس لحاظ سے اگر وہ مصنف
اپنی تصنیفات کی نسبت یہ ظاہر کرے کہ ان کتابون کی مظہر چار قوتین ہین جنکا نام وایو
(ہوا) اگنی (آگ) آدیت (پانی) آنگرہ (خاک) ہے۔ تو مصنف کا ایسا کہنا راستی کے خلاف
نہو گا لیکن سننے والے کا فرض ہے وہ کافی غور کرکے سمجھ لے کہ یہ نام کسی انسان کے نہین ہین
بلکہ اسماء عناصر ہین جنکا مفہوم یہ ہے کہ ان کتابون کا مصنف خود انسان ہے جسکا جسم
آب و آتش خاک و باد سے مرکب ہے۔ دوسرے ملک تبت کی مستعلہ زبان سنسکرت نہین
ہے اور وید زبان سنسکرت مین ہے اسلیے تبت مین نزول وید کا دعوی غلط ہے۔
کیونکہ قانون قدرت کی بالکل خلاف ہی تیسرے کوئی شخص تاریخ دان ہے وہ کبھی ویدون کی
اس قدر لمبی عمر تسلیم نہین کرسکتا اور جبکہ خود دیانند جی صاحب کم از کم دس ہزار برس کا
بھی ٹھیک پتہ نشان نہین بتا سکتے اور نہ سلسلہ وار شجرہ نسبی سے دس ہزار برس پہلے کی
پیدائش انسانی ثابت کرسکتے ہین تو لاکھون اور کروڑون برس پہلے ایک ساتھ
چارون ویدون کے نازل ہوجانے کا دعوی کسقدر غلط فہمی ہے ۔ من انچہ
شرط بلاغست باتو میگویم ؛ توخواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال ؛

فصل دوم

اس فصل مین آریہ دھرم کے سولہ خوبیون کی تردید کیگئی ہے

قولہ صفحہ ۱۳۳ - آریہ دھرم کی خاص سولہ خوبیان پہلی خوبی پرماتما کی ذات وصفات اور اوسکی اوپاسنا اور پرارتھنا مین کسی خاص جہت کی طرف متوجہ نہوتا بلکہ بلاتعین جہت اوس کے صفات کاملہ کا دھیان کرکے اپنے دل کو اوس مین لگانا پرماتما کی کامل توحید بصفات حقہ اس خوبی سے اس دھرم مین موجود ہے کہ اس سے بڑھکر کسی اور جگہ ممکن ہی نہین اور محال ہے کہ اس سے عمدہ کوئی اور بیان کرسکے وجہ یہ ہے کہ صرف یہی مقدس دھرم ہے جسمین پرماتما کا ثبوت دلائل عقلیہ وبرہان منطقیہ سے تبلایا جاتا ہے مورتی پوجا قبراور تعزیون پر درود اور ایشور کا جسمانی ماننا ایشور کا کسی مین حلول فرمانا ایشور کا اوتار ماننا کسی آدمی کا خدا ہونا یا خدا کے برابر ماننا کسی کو خدا کا رسول یا کلیم یا روح یا صفی یا خلیل جاننا وغیرہ وغیرہ باتین جو مبدا بت پرستی ہین وہ ساری کی ساری وید سے قطعی ممنوع ہین - وید ان باتون کو معقول دلائل سے روکتا ہے دیکھو یجر وید ادھیائے ۴۰ منتر ۱ و ۲

اقول پنڈت جی صاحب ہر ایک کام کا خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی ضرور ایک قاعدہ اور طریقہ مقرر ہے اور یہی قانون قدرت کا مقتضی ہے کہ ہر کام باقاعدہ ہووے دنیا مین جسقدر آسمانی مذہب والے ہین اون سب نے خدائے واحد وبزرگ کو محیط کل مان کر اطراف عالم سے ایک سمت کو اپنا قبلہ یعنی مذہبی فیشن قرار دیا ہے - تاکہ

خالق ومخلوق کی پرستش مین ایک جداگانہ شان قائم رہے اور ایسے جہت یا قبلہ کا تعین صرف ایک مذہبی فیشن ہے ورنہ خدا تو محیط کل اور ہر جگہ موجود ہے جیسا کہ قرآن کی تعلیم ہے۔ سورہ بقر ع۱۴ وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ۰ ترجمہ مشرق ومغرب سب خدا کا ہے جسطرف رخ کروگے تم اودھر ہی خدا ہے یہ مثال قابل توجہ ہے۔ کہ ایک خدا پرست شخص نے بہت سے مشرکین کو توحید آلہی کا سیدھا راستہ دکھلایا لیکن وہ نومسلم جماعت الہی خدائے واحد کی پرستش کے طریقہ سے بالکل ناآشنا ہے اور ضرورت ہے کہ وہ خدا پرست شخص اپنے ساتھ اون لوگون کو بھی ہنگام عبادت جماعت مین شامل کرکے طاعت آلہی اور نماز گذاری کا طریقہ بتادے اور جسطرح خود اپنے خدائے واحد وبزرگ کے سامنے عجز وانکساری کے ساتھ رکوع وسجود بجالاتا ہے اسیطرح اون سب کو سکھاوے اس حالت مین اُن نمازیون کا بلاتعین جہت اس طرح جماعت مین کھڑا ہونا کہ ایک کا منھ پورب دوسرےکا پچھم تیسرے کا جنوب۔ چوتھے کا شمال کی طرف ہو۔ کسقدر ناموزون ہوگا۔

اس بے تکےپن کے قیام وقعود سے کبھی اون کا دل خدائے بزرگ کی طرف رجوع نہین ہوسکتا۔ اسلیے عقلاً یہی ضرورت ہے کہ وہ سب ایک ہی جہت کو اپنا قبلہ یعنے مذہبی فیشن قرار دے کر یکسان طریقہ پر دل لگا کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کرین۔ لیکن آپ ویدی تعلیم کے مطابق کسی ایک جہت کو اپنا مذہبی فیشن قرار نہین دے سکتے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ از روے وید آپ کا ایشور محیط کل نہین ہی بلکہ محدود ہے

یجروید ادھیاۓ ۲۰ منتر ۱۰ بھومکا صفحہ ۱۴۱ مین پرمیشور اوس راج مین جہان دھرم کی پابندی ہوتی ہے قایم ہوتا ہون - جس ملک مین علم اور دھرم کی ترقی ہوتی ہے وہ میرا مقام مالوف ہے مین اوس راج مین فوج کے گھوڑون اور پیادون کو قوت عطا کرتا ہون -

اس منتر سے ثابت ہے کہ ایشور کا مقام مالوف آریہ ورت یعنی ہند تھا اس لیے کہ ویدی دھرم کا رواج صرف ہندوستان مین ہے - لیکن جب سے ہند مین غیر قومون کا مذہب رائج ہوا - تب سے معلوم نہین کہ ایشور کا مقام مالوف کونسا راج قرار پایا یہی سبب ہی کہ آریہ صاحبان سیندھیا کرتے وقت ہر طرف منھ پھراتے ہین تاکہ اس گھوم پھیر مین کسیوقت تو اوس نا معلوم راج کی طرف منھ ہو جاوے گا جو آج کل ایشور کا مقام مالوف ہوگا -

تابعین وید کو پرماتما کی کامل توحید کیونکر حاصل ہو سکتی ہے اس لیے کہ وید مین معرفت الٰہی اور نجات کا ذریعہ بالکل تبلایا ہی نہین گیا ہے جسقدر منتر ہین وہ سب کے سب اندر اور اگنی اور بہت سے دیوتاؤن کی تعریف مین ہین -

بجز تابعین وید کے اور کوئی مذہب ایشور کو جسمانی نہین مانتا ویدون کے بے شمار منترون سے ایشور کا جسمانی ہونا ثابت ہی -

یجروید ادھیاۓ ۲۰ منتر ۵ ای انسانون میرا سر سرداری ہے اور میرا منھ زدہ ہے سر کے بال اور ڈاڑھی مونچھین چراغ کے مانند روشن ہین (نئی تشبیہ ہے) میری ر۲ جہ

جان ہے اور آب حیات کی ایسی میری آنکھین خوب روشن ہین میرے کان دور سے
سننے والے ہین۔ پیارے ناظرین ویدی ایشور کا جسمانی حلیہ قابل دید ہے۔
خدا کے برابر مخلوق کو ماننا یہ بھی ویدی مذہب کی تعلیم ہے آریہ سماجیون کا عقیدہ
ہے کہ روح اور مادہ دونون خدا کے برابر قدیم اور ازلی اور ابدی ہین اور اس شرک
فی الصفات کو وہ توحید کہتے ہین ع برین عقل و دانش بباید گریست؀
خدا کے اون سچے اور برگزیدہ بندون کو جنھون نے تن من دھن صرف کر کے۔
خدائے بزرگ کی توحید کو دنیا مین پھیلایا آریہ صاحبان کیون ماننے لگے اس لئے کہ
وہ تو ایسے تنتیس ۳۳ دیوتا کے ماننے والے ہین جو کارخانہ قدرت کے خزانہ دار ہین
مثلاً۔ اتھرون وید کانڈ ۱۰ پرٹھاٹک ۲۳ انوواک ۴ بھومکا صفحہ ۴۳۔ اوس
پرماتما کا خزانہ قدرت تنتیس ۳۳ دیوتاؤن سے محفوظ ہے پرماتما کے اس خزانہ قدرت
کو جسکی دیوتا حفاظت کرتے ہین کون جا سکتا ہے۔
پیارے ناظرین بھلا ایسے خزانہ دار دیوتاؤن کے سامنے نیوگی پنتھ والے اُن
غریب اور تارک الدنیا نبیون کو کیون ماننے لگے۔
قولہ صفحہ ۱۲۴ دوسری خوبی۔ وید مقدس غلطی سے پاک رد و بدل سے رہت ناسخ و
منسوخ سے مبرا از آغاز عالم تا اختتام عالم جامع ارشاد کاملہ و واضحہ فرمان عالیہ کہ
جسکی ایک بات بھی علم و عقل کے خلاف نہین بلکہ سب احکامات علیم کل و عقل کل
کی ذات کے شاہد ہین چونکہ وید ہر طرح کی انسانی غلطیون سے مبرا ہین اور تمام

دنیا کی ہدایت کے واسطے ہر طرح کامل اسواسطے کامل کے سوائے اور کسی سے ظہور
اون کا ناممکن ہے تمام علوم کے مسائل اور تمام تزکیہ نفس کے وسائل ویدمین نہایت واضح
طور پر موجود ہین جسکو عقل انسانی بغیر تعلیم کے کسی طرح سے نہین جان سکتی باوجود
سب سے قدیم ہونے کے آج تک اختلاف کا نہونا اور ہمیشہ ہزارون لاکھون
حافظون کا موجود ہونا اوسکے پورے کمالیت کی علامت ہے۔

اقول پنڈت جی صاحب وید کی غلطیان کہان تک شمار کیجیے گا وہ خود اس قدر بھی بتا
نہین سکتا کہ کس شخص پر اور کس مقام پر اور کس زمانہ مین اوسکا نزول ہوا۔ اور کس
غرض سے نازل ہوا کیونکہ الہامی کلام کے نزول کا خاص مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندون
کو معرفت الٰہی اور نجات کا ذریعہ معلوم ہوجاوے اور یہ باتین وید مین بالکل مفقود
ہین الہامی کلام کے لیے ناسخ و منسوخ کا ہونا ضروری ہے لیکن اسکی خوبیون کو
آپ نہین سمجھ سکے ایک نصیحت آمیز اور ہدایت خیز کلام کے واسطے اس سے زیادہ
موثر طریقہ اور نہین ہوسکتا ہے۔

دراصل منسوخ بمنزلہ ایک تمہیدی کلام کی ہے جسکا فائدہ یہ ہے کہ مخاطب متوجہ ہوکر
اپنی طبیعت کو بتدریج ترک عادت کے لیے قابو یافتہ کرلیتا ہے۔
اور ناسخ اوس آخری واجب التعمیل حکم کو کہتے ہین جسکی بجاآوری فرض ہے
جب کہ منسوخ یعنی ابتدائی اور تمہیدی کلام سے دلپر اثر ہوتا ہی تو ناسخ یعنی آخری حکم
کی بجاآوری مین طبیعت مخالفت نہین کرتی اور پوری کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

ایک ناصح مشفق کا فرض ہے کہ اوس کا طریقہ نصیحت نہایت موثر اور دل پذیر
انداز مین ہو تاکہ بُری عادتین خود بہ خود طبیعت سے دور ہو جاوین۔
مثلاً ترک شراب کے لیے پہلے شرابیون کو یہ سنایا جاوے کہ شراب خواری
کا فائدہ نہایت کم اور نقصان بہت زیادہ ہے۔ یہ فقرہ ایک سچی اور بے لوث
نصیحت ہونے کے سبب سے قلب پر یہ اثر کریگا کہ وہ آئندہ سے شراب کو مضر اور
مخرب صحت سمجھکر متنفر ہو چلین گے۔ دوسرے وقت اسطرح ہدایت کی جاوے
کہ نیک آدمیون یا بزرگان قوم کے سامنے یا شاہی دربار مین شراب پی کر ہرگز
نہ جانا چاہیے اسلیے کہ نشئہ شراب سے انسان مدہوش ہوجاتا ہے اور عالم مستی
مین خلاف عقل افعال و اقوال سرزد ہوکر باعث رسوائی ہوتے ہین۔ یہ نصیحت
ایک سمجھدار شخص کے دل پر بہت گہرا اثر کرتی ہے تیسرے وقت اسطرح ہدایت
کی جاوے کہ شراب خواری مثل جوے وغیرہ کے ایک برا فعل ہے اس سے پرہیز
کرنا چاہیے۔ تاکہ بہبودی کا باعث ہو۔ اس نصیحت سے یہ معلوم ہو گیا کہ بغیر
ترک شراب کے اصلی بہبودی حاصل نہین ہوسکتی لیکن یہ سب نصائح بطور تمہید
کے تھے جنکو منسوخ کہتے ہین۔ اب آخری واجب التعمیل حکم ناسخ اسطرح سنایا گیا
کہ تمھارا نفس امارہ اور شیطان یہ ارادہ رکھتا ہے کہ شراب وغیرہ کے ذریعہ سے
تمھارے باہمی اور خاندانی تعلقات مین عداوت پیدا کر دے۔ اور تمکو یاد خدا
اور عبادت خالق سے باز رکھے پس اب تم شراب کو چھوڑ دو۔

اس حکم کے سنتے ہی یک لخت شراب کا چھوڑ دینا فرض اور واجب ہو گیا۔ چونکہ
پہلے سے طبیعت تنفر ہو چکی تھی اور عادت مین بتدریج کمی ہو گئی تھی اس لیے
آسانی کے ساتھ حکم ناسخ فوراً مان لیا گیا۔ لیکن ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ اگر بغیر منسوخ
یعنی تمہیدی کلام کے پہلے پہل حکم ناسخ سنا دیا جاتا تو ضرور طبیعت حکم کی سخت
مخالفت کرتی اسلیے کہ عادت طبیعت ثانیہ ہو جاتی ہے جسکا یک لخت ترک
کر دینا نہایت مشکل ہے۔ قرآن کی بعض وہ احکام جنکو یک لخت ترک عادت کر کے
مان لینا سخت مشکل تھا ناسخ و منسوخ کے مصلحت آمیز طریقہ پر نازل ہوئے ہین۔
مثلاً شراب خواری کی ممانعت جس طریقہ سے کی گئی ہے وہ ضرور قابل قدر ہے
پہلے بار بطور تمہید کے یہ ہدایت ہوئی۔ سورہ بقر ع ۲۷ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ترجمہ سوال کرتے ہین تجھ سے (اے نبی)
شراب اور جوئے کی نسبت کہدے کہ ان دونون مین بڑا گناہ ہے اور منفعت مردم
بھی ہے لیکن گناہ اون کا بہت زیادہ ہے بہ نسبت فائدہ کے۔ دوسرے وقت
یہ ہدایت ہوئی سورہ نساء ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى
ترجمہ اے ایمان والو نشہ کی حالت مین نماز کے نزدیک نہو۔ تیسرے مرتبہ
یہ ہدایت ہوئی سورہ مائدہ ع ۱۲ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ
مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ترجمہ بجز اسکے اور کچھ نہین کہ شراب
اور جوا اور بت اور پانسہ ناپاک فعال ہین عملہاے شیطانی سے پس ان سے بچو شاید کہ

بہبودی حاصل ہو۔ یہ سب نصائح منسوخ یعنی تمہیدی کام ہین جنکو بتدریج سن کر۔
ترک شراب پر طبیعت آمادہ ہو گئی۔

چوتھے بار آخری واجب التعمیل حکم ناسخ سنادیا گیا۔ سورہ مائدہ ع ۲ اِنَّمَا یُرِیْدُ
الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ
وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ۝ ترجمہ بجز اسکے اور کچھ نہین ارادہ رکھتا ہے شیطان
کہ ڈالے درمیان تمھارے عداوت اور نفاق شراب اور جوے سے اور روکے تمکو
ذکر آلہی اور نماز سے پس اب تم ان چیزون سے باز رہو۔

چونکہ حکم منسوخ نے پہلے سے دلون کو نرم کر رکھا تھا اس لیے حکم ناسخ کا پورا اثر
ہوا اور عرب ایسے جاہل اور وحشی ملک سے شراب خواری کا رواج بالکل
معدوم ہو گیا یہ اثر ہے ناسخ و منسوخ کی مصلحت آمیز نصیحت کا۔ خلاصہ از تفسیر ترجمان القرآن
تزکیہ نفس کے وسائل وید مین بالکل مفقود اور شہوت پرستی کے تمام تر مسائل
موجود ہین مثلاً رگوید ادھیا ۲۸ منتر ۲۰۔ اے انسانو جیسے بیل گوؤن کو حاملہ کرکے
پشوون کو بڑھاتا ہے ویسے گرست لوگ عورتون کو حاملہ کرکے پرجا کو بڑھاوین
اسی طرح عورتون کو تاکیدی حکم ہے کہ اگر اصلی شوہر سے دلی خواہش پوری
نہوے تو گیارہ طاقتور مردون سے بے دھڑک نیوگ کراوین پیارے ناظرین
ایسے شہوت انگیز مسائل کو تزکیہ نفس کا وسیلہ سمجھنا کسقدر غلط فہمی ہے۔

وید کے تمام احکام ایک دوسرے کے خلاف ہین جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سیکڑون

مختلف طبائع کا نتیجہ افکار ہے خود ایشور کا جسمانی حلیہ بیان کرنے مین بیحد اختلاف ہے مثلاً بھومکا صفحہ ۱۸۴ – اے پرمیشر شری یعنی شان وشوکت اور لکھشمی یعنے وصف وکمال یا دولت وحشمت دو پیاری بیویون کے مثال تیری خدمتگذار ہین اور دن رات تیرے دو پہلو ہین وقت یا زمانہ کی گردش پیدا کرنے والے سورج اور چاند تیری بغلون اور آنکھون کے بجاے ہین ستارے جو علت اولی کے جزو یا تیری قدرت کے مظہر ہین بمنزلہ تیرے روے روشن کے ہین اشون یعنی اکاش تیرے دہن کشادہ کے مثال ہے اس منتر مین ایشور کو مجسم مان کہ ہر ایک حادث اور فانی شئے کو اوسکا ہاتھ پاؤن قرار دیا ہے اور یک نہ شد دو بیویون کو اوس کا خدمتگار ظاہر کیا ہے اور یہ ملحوظ رہے کہ سورج اور چاند ایشور کی بغل اور آنکھین ہین – اتھرون وید کانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳ انوواک ۴ بھومکا صفحہ نمبر ۳ – زمین جسکی پرما یعنی معرفت حقیقی کا ذریعہ اور بمنزلہ پانون کے ہے انترکش یعنی خلا بالاے زمین بمنزلہ معدہ یا شکم ہے اور جس نے سب سے اوپر سورج کی کرنون سے روشن اکاس کو دماغ یا سر کی جگہ قائم کیا ہے اوس بزرگ جلیل وبرہم کو ہمارا نمسکار ہو – اس منتر مین وہی سورج جو سابقہ منتر مین ایشور کی آنکھ تھا اب اوپر ہونے کی وجہ سے ایشور کا سر بن گیا –

یجروید ادھیاے ۲۰ منتر ۵ – اے انسانو میرا سر سرداری ہے اور میرا منھ زور ہے سر کے بال اور ڈاڑھی موچھین چراغ کے مانند روشن ہین میری راجہ جان ہی

اور آب حیات کی ایسی میری آنکھیں خوب روشن ہین میرے کان دور سے سننے والے ہین

پیارے ناظرین ایشور کا اختلاف پذیر حلیہ قابل دید ہے پہلے منتر سے معلوم ہوا

کہ ایشور کی آنکھیں سورج اور چاند ہین - دوسرے منتر سے ظاہر ہوا کہ سورج اور

آسمان تو ایشور کا سر اور دماغ ہے - تیسرے منتر سے ثابت ہوا کہ یہ کچھ بھی نہیں

ایشور کے سر کے بال اور ڈاڑھی موچھیں چراغ کے مانند روشن ہین اور اوس کی

آنکھیں آب حیات ہین - ایک بہروپیے کی سوانح عمری مین بھی اس قدر

حلیہ درج نہ ہون گے جسقدر ایشور کے مختلف حلیہ وید مین تحریر ہین ع

بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست ؛ اور جبکہ دیانند جی کی زمانہ تک

وید نہو داس قدر گمنام اور معدوم تھا کہ بقول مہتہ اہداکشن صاحب مؤلف تاریخ

آریہ سماج - تمام انڈیا بھر مین بکوشش تمام وتلاش بسیار صرف ایک نسخہ وید کا دستیاب

ہوسکا تو پھر معلوم نہیں کہ پنڈت جی صاحب کا یہ دعوی کہ ہمیشہ ہزارون لاکھون

حافظون کا موجود ہونا اوس کے پورے کمالیت کی علامت ہے - کس طرح

صحیح ہوسکتا ہے اسلیے کہ جب وید خود معدوم تھا تو اوس کے حافظ کیونکہ موجود

ہوسکتے ہین ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؛

قولہ صفحہ ۱۳۴ - تیسری خوبی تقلید شخصی سے بریت تحقیق علمی کی عام اجازت

جس کی بدولت انسان ہمیشہ معراج ترقی کی سیر کرتا رہتا ہے اور جہالت اور تقلید

کے گڑھے مین نہیں گرتا ہے اور اسی سبب سے آریون کا ازمنہ مختلفہ مین

ہر علم وفن مین عمدہ عمدہ ترقی کرنا ظاہر ہے۔ اوراب جو تھوڑے سالون سے پھر
آفتاب صداقت کی شعاعین ابر ظلمت سے نکلی ہین علم معقول کی طرف پھر
توجہ ہوتی جاتی ہے جو درحقیقت انسانی بھلائی کی نہایت عمدہ علامت ہی

اقول پنڈت جی صاحب آدمی کا قول وفعل یکسان ہونا چاہیے آپ نے
دیانندجی صاحب کی تقلید مین اصلی دھرم تک کو چھوڑ دیا مذہبی پوتھون
اور شاسترون کی بہت زور سے تردید کی اپنے بھائی بندون کی توہین پر
کمر باندھی۔ پس جبکہ آپ خود اور تمام دیانندی پنتھ والے تقلید کے تاریک گڑھی
مین پڑے ہوئے ہین تو پھر زبانی انکار اور ہٹ دھرمی بیکار ہے ع مین الزام
اون کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا:

قولہ صفحہ ۱۳۴ خدا کی کامل عبادت یوگ ودیا صرف اسی دھرم مین ہے۔ جسکے
بغیر نہ تو دھیان جم سکتا ہے نہ طبیعت یکسو ہوتی ہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ جبتک
چنچل من رک کر ایشوری گیان مین محو نہو جاوے دھیان کا جمنا محال ہے اور
جب تک دھیان نہ جمے ایشور کا پراپت ہونا سراپا ناممکن ہے ایسی مکمل عبادت
اور ایسا مکمل طریقہ کسی اور مذہب یا دھرم مین بالکل نہین ہے۔

اقول۔ پنڈت جی صاحب ویدی مذہب مین خدا کی کامل عبادت کیونکر
ہوسکتی ہے اسلیے کہ جب تک معرفت آلہی حاصل نہو اوسوقت تک کامل عبادت
ناممکن ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وید مین معرفت آلہی اور نجات کا ذریعہ بالکل ہی جتلایا نہین گیا ہی

جسکی وجہ سے تابعین وید بت پرستی - دیوتا پرستی - آتش پرستی کی طرف متوجہ ہوگئی ہین
لنگوٹ باندھکر اور دھونی رماکر بیٹھ جانا اور بات ہے - اور خدائے واحد و بزرگ
کو دل سے یاد کرتا اور اس مین دھیان لگانا اور بات ہی ع بیین تفاوت رہ
از کجاست تا بہ کجا ؛

قولہ صفحہ نمبر ۱۲۴ - پانچوین خوبی شفاعت کا نہونا پرمیشور سے بلاواسطہ بغیر
ملاپ نہ کسی اردلی کی ضرورت نہ امیر بیگی کی حاجت نہ رشوت سے مطلب نہ
ڈالی سے غرض صرف اپنے ذاتی فعلون سے پرماتما کی حضوری اپنے مذہب کی
بزرگی ہے - رشوت کا بُرا الزام کوئی مذہب الیشور کی ذات سے دور نہین کرتا
بلکہ سب مذہب اسی الزام کا اوسے ملزم گردانتے ہین اور پرمیشور کو دفعہ ۱۶۱
تعزیرات ہند کا مجرم جانتے ہین مگر وید دھرم ہی اس الزام سے بریت کرتا ہے

اقول - پنڈت جی صاحب بجز ویدی مذہب کے اور کوئی مذہب الیشور پر رشوت
کا الزام نہین لگا سکتا کیونکہ ویدی مذہب کے دیوتا اور مہا دیوتا جسقدر ہین
وہ سب رشوت خوار ہین مثلاً اگنی دیوتا کو اسطرح رشوت دی جاتی ہے - کہ
صبح شام گوبر سے چوکا دے کر کیلے وغیرہ کے کھنب گاڑکر گھی کی لکڑیان آگ
مین جلاکر میوہ اور اناج موہن بھوگ خوش ذائقہ مٹھائیان وغیرہ چڑھاکر
دلی آرزو برلانے کے لیے ویدی منتر پڑھکر اسطرح التجا کرتے ہین - شام وید

پرپھاٹک ۲ منتر ۱ - اے اگنی دیوتا لوگ نہایت ادب سے طاقت کے واسطے

تیری مدح سرائی کرتے ہین تو دشمن کو خطرون سے تکلیف دے۔ شام وید

باب دوم فصل اول پر پہاٹک ۱۲ منتر ۴ - اے اگنی دیوتا تو ہون کے کام

مین بڑا ہنر رکھتا ہے پس اے اگنی تو دیوتاؤن کو اس پرہیزگار مرد کے پاس لا

جو کہ خوشی خوشی تیری عبادت کرتا ہے تیری شوکت ہمارے دشمنون کو دور

بھگاتی ہے۔ ان منترون مین اگنی دیوتا کو شفیع اور واسطہ مقرر کیا ہے کہ

وہ اور دیوتاؤن کو جن مین مہا دیوتا ایشور بھی ہے رشوت دینے والے پوجاری

کے پاس لاوے۔ پس اگنی دیوتا ایک خاص مقرب دیوتا ہے جس کو رشوت

دینا ایشور کے ملاپ کا ذریعہ ہے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ اس رشوت مین

ایشور بھی حصہ دار ہے ع وزیرے چنین شہریارے چنان ؎

قولہ صفحہ ۱۳۵ چھٹی خوبی۔ پنج مہایگ کا روزمرہ فرض ہونا۔ اول عبادت پرماتما

یعنی برمہہ یگیہہ۔ دوم خدمت والدین۔ دفضلا واچاریہ یعنی پتری یگیہہ۔ سوم

مہمان نوازی یعنی انت ہی یگیہہ چہارم یتیم خانہ وغیرہ قائم کرنا یعنی ابا ہج یگیہہ

پنجم تمام دنیا کی بہتری کے واسطے کوشش کرنا اور حتی الوسع اوسکے واسطے

ہر روز جگت اوپکارک اور روگ ناشتک اگنی ہوتر کرنا یعنی دیو یگیہہ۔ دیکھو

پت تک پنج مہا یگیہہ ودھی۔

اقول پنڈت جی صاحب بجز اگنی ہوتر یعنی آتش پرستی کے باقی چار مہا یگ

مین آپ کا قول و فعل یکسان نہین ہے۔ (۱) پرماتما کی عبادت بالکل معدوم

اور بت پرستی دیوتا پرستی کا عام رواج ہے (۲) والدین کی خدمتگذاری سے ویدی مذہب والے بالکل محروم ہین ذرا انصاف تو فرمایئے کہ نیوگی باپ کی جو اصلی والد ہے کون خدمت کرتا ہے (۳) صرف اوسی مہمان کے ساتھ مہمان نوازی کا برتاؤ کرنا آریہ میزبان کا مذہبی فرض ہے جو نیوگ کی غرض سے وارد ہوا ہو۔ **تمثیلاً** ایک اشتہاری نیوگی کا اشتہار درج ہے۔ آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۰ء صفحہ ۱۰ کالم نمبر ۳۔ میرے ایک متر ذات کے کھتری عمر چالیس سال پکے آریہ سماجی صحت عمدہ لب بب نہونے سنتان پہلی بیوی مین سے جو کہ بیمار ہے کسی ایسی یوگھ ودھوا سے جسکے یہان اوسکی پتی سے سنتان نہوتی ہو صرف واسطے سنتان اُت پتی کے سوامی جی کی ہدایت کے بموجب نیوگ کرنا چاہتے ہین۔ اگر کسی آریہ سماج کے خاندان مین ایسی استری ہو اور وہ استری بھی اس کام کے لیے دھرم انوکول سب طرح طیار ہو تو ذیل کے پتے پر خط و کتابت فرماوین۔ راقم ایک آریہ سماجی معرفت کالورام مسافر سٹور کیپر ملٹری ورکس ڈویژن میرٹھ پیارے ناظرین۔ ایسے مہمان کی مہمان نوازی ضرور نیوگی مذہب کی خوبیون مین شمار کرنے کے قابل ہے۔ ع اجاڑے گا گھر بار سارا نیوگ ٭ (۴) یتیم خانہ قائم کرنے کا خیال مسلمانون کی یتیم پروری دیکھکر اور قرآن کی پاکیزہ تعلیم سنکر پیدا ہوا ہے۔ ورنہ ویدون مین یتیم پروری کی بالکل تاکید نہین ہے (۵) پانچوین عبادت اگنی ہوتر یعنی آتش پرستی سے بجز اسکے کہ زردشت کی روح

خوش ہوتی ہو اور کچھ فائدہ نہین ہے۔

قولہ صفحہ نمبر ۱۳۵۔ ساتوین خوبی استری پرش اہل قرابت والدین و فرزند۔ ہمسایہ۔ یتیم مہمان۔ مساکین کے حقوق شادی غمی کے فرائض بلکہ پیدائش سے موت تک سولہ سنسکار اس خوبی سے منوسمرتی و سنسکار ودھی مین موجود ہین کہ جن کا عشر عشیر بھی اور مذاہب مین نہین ہے۔ جنرل ہے سیگناٹن صاحب فرماتے ہین کہ واضعان قانون دھرم شاستر مین سے منوجی کا درجہ اول ہے۔ عورت کو اردھنگی ماننا کثرت ازدواج کا نہونا ایک ناری اور ایک پتی کا برت دھارن کرنا پردے کی جہالت کا نہونا صرف اِسی مبارک دھرم کی بزرگی ہے۔

اقول پنڈت جی صاحب دروغ گو را حافظہ نباشد ؎ ذرا ویدکی تعلیم کو تو یاد فرمائیے استری اور پرش کے حقوق ناری اور پتی کے برت دھارن کرنے کا طریقہ کسطرح بتا رہا ہے مثلاً رگوید ادھیا نمبر ۲۸ منتر ۲۰ ۔ اے انسانو جیسے بیل گؤن کو حاملہ کر کے پشوؤن کو بڑھاتا ہے ویسے ہی گرست لوگ عورتون کو حاملہ کر کے پرجا کو بڑھاوین رگوید منڈل ۱۰ سوکیت ۱۰ کی شرح مین دیانندجی کا یہ حکم ہے کہ اصلی شوہر کی موجودگی مین عورت اور بھی گیارہ طاقتور مردون سے نیوگ کرا سکتی ہے۔ اب دیکھیے ازروے وید ایک ناری اور ایک پتی کا برت دھارن کرنا کسقدر غلط دعوی ہے۔ معلوم نہین کہ آپ سچے ہین یا وید سچا ہے۔

پردے کی رسم کو جہالت کہنا بیجا تعصب ہے۔ خود دیانند جی نے بذاتہ تجربہ کر کے

یہ رائے قائم کی ہے کہ بیحجاب پھرنے سے زناکاری کا رواج ہوتا ہے حتے کہ مندرون اور پرستشگاہون مین بھی عورتون کو مردون سے بے حجاب نہ رہنا چاہیے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۵ - عورت مردون کا مندرون مین میل ہونے سے زناکاری لڑائی بکھیڑے اور بیماریان وغیرہ پیدا ہوتی ہین منوجی نے (جنکو آپ واضعان قانون دھرم شاستر مین اول نمبر مانتے ہین) فرمایا ہے اپدیش نیمچری صفحہ ۱۷ اندریان اسقدر زبردست مین کہ مان ساس اور لڑکی کے ساتھ بھی ہوشیاری سے رہنا چاہیے دوسرون کا تو کیا ذکر ہے - پیارے ناظرین دیانندجی اور منوجی ایسے تجربہ کارون کی تو یہ رائے ہے کہ عورتون کو بیحجاب نرکھنا چاہیے اور آریہ صاحبان نیوگ کی خواہش مین پردے کو جہالت کہتے ہین - ع
کرا لیجیے آنکار انیوگ:

قولہ صفحہ ۱۳۵ آٹھوین خوبی - روح اور روحانی باتون کا سچا علم مادہ اور مادی چیزون کا صحیح گیان دنیا کب تک رہے گی اس کا واقعی حال جسکے بیان کرنیسے قرآن اور بائیبل کی زبان گنگ اور لال ہے وہ اس خوبی سے اس دھرم مین تبلائی گئی ہین کہ دیگر علم و سائنس اس سے زیادہ واضح اور صحیح تبلانے سے عاجز ہین مفصل دیکھو تاریخ دنیا حصہ اول -

اقول - پنڈت جی صاحب اگر آپ کو روحانی باتون کا سچا علم ہوتا تو کبھی روح اور مادے کو خالق کے برابر قدیم اور ازلی و ابدی نہ مانتے - اس شرک فی الصفات کو

صحیح گیان سمجھنا کسقدر غلط فہمی ہے۔

حضرت انسان کا وحش وطیر اور نباتات وجمادات وغیرہ متحرک اور غیر متحرک قالبون مین جنم پانا اور حیوانون کا ردوبدل سے انسان بن جانا تیلی کے بیل کی طرح گھوم پھر کر ایک ہی دائرہ مین محدود رہنا اور گرگٹ کی طرح نت نئے رنگ بدلنا۔ کبھی نجات اور مکتی کا نہ حاصل ہونا کسقدر علم وعقل کے خلاف ہے طائر ارواح کا ابدالآباد تک قفس جسمانی مین مقید ومعذب رکھنا صرف ظلم ہی نہین ہے بلکہ خالق ارواح کی عاجزی اور کم مقدوری کو بھی ظاہر کررہا ہے جس طرح ایک چڑیمار کے جال مین اتفاقاً چند طائر پھنس جائین نہ اون سے زیادہ ہاتھ آنے کی امید ہو اور نہ انمین سے کم کرنے کو دل چاہے اسلیے کہ اگر وہ چھوٹ گیے تو پھر پنجڑا کیونکر آباد رہے گا۔ اسیطرح ویدی ایشور نے بھی روحون کو تناسخ کے پنجڑے مین پھانس رکھا ہے ایک پنجڑے سے دوسرے پنجڑے مین بدلنے کے سوا کبھی نجات نہین مل سکتی۔

دوسرے روح وجسم دونون شریک حال ایک دوسرے کے معین ومددگار ہین لیکن جسم سے اعمال کی نسبت کچھ بازپرس نہونا۔ اور روح بیچاری کا ہمیشہ کے لیے تناسخ کے پنجڑے مین بند رہنا۔ طرح بطرح کے انقلاب پذیر تکالیف اور ناقابل برداشت صدمات اوٹھانا کسقدر ظلم ہے۔ اگر نیک اعمالی کی جزا دی جاوے تو روح کو مع اپنے اصلی جسم مشترک الاعمال کے بہشت مین جگہ ملنا چاہیے

اور بداعمالی کی سزا مین روح کو جسم کے ساتھ دوزخ مین رکھنا چاہیے۔ لیکن تنہا روح کو بغیر جسم کے جزا دسزا دینا خلاف عدل ہے۔

تیسرے انسان سمجھ اور گیان کی وجہ سے تمامی مخلوقات مین ممتاز ہے اور ظاہر ہے کہ گیان کا تعلق روح سے ہے پس جبکہ روح کبھی فنا نہین ہوتی تو کیا وجہ ہے کہ اوس کا گیان فنا ہو جاوے اور روح کو اسقدر موٹی بات بھی یاد نرہے کہ پہلے جنم مین اوسکی کیا حالت تھی اور کس وجہ سے اوس کو دوسرا قالب بدلنا پڑا۔ شیر خوار بچہ خواہ وہ انسان یا حیوان کا ہو اگرچہ ابتدائی حالت مین اوسکی قوت روحانی اور جسمانی بہت کم ہوتی ہے جسکی وجہ سے کسی بات کا گیان قائم نہین رہ سکتا لیکن پھر بھی اوس نازک حالت مین وہ اپنے گیان سے مان کو یاد رکھتا ہے۔ کمال حیرت ہے کہ جنم یافتہ انسان جسکی روح کہنہ مشق اور اپنی قوت مین کامل ہونا چاہیے وہ پچھلے جنم کے مان باپ تک کو کیونکر بھول جاتا ہے۔ خواب کی حالت موت سے بہت مشابہ ہے لیکن خواب مین بھی انسان کا گیان بدستور باقی رہتا ہے۔ برسون کے بچھڑے دوست احباب فورا پہچان مین آجاتے ہین۔ پس کوئی وجہ نہین کہ تھوڑے ہی دنون مین روح کو نیا جنم ملنے پر پچھلے واقعات بالکل یاد نرہین۔

چوتھے۔ تابعین وید کا مذہبی عقیدہ ہے کہ انسان کا مختلف قالبون مین جنم لینا اور بری بھلی انسانی یا حیوانی شکل مین ظاہر ہونا۔ پچھلے جنم کے اعمال و افعال کی

جزا و سزا کا نتیجہ ہے - اس دعوائے بے دلیل کو اگر بفرض محال مان بھی لین
تو اس مین شک نہین کہ یہ جزا یعنی انعام سزا سے بدتر ہے - اور یہ سزا مجرم کے
حق مین انعام ہے جزا تو اسوجہ سے بدترین سزا ہے کہ اس جزا کو بالکل ثبات
اور قیام نہین اگر آج خوش اعمالی سے ایک حیوان انسان بن گیا تو کل پھر اسکو
دوسرا قالب تبدیل کرنا ضروری ہے - اور جبکہ اوسکو یہ معلوم ہی نہین
کہ پہلے جو مین حیوانی قالب مین تھا تو فلان اعمال بد کی یہ سزا تھی اور اگر پھر
ویسے ہی افعال کرونگا تو بدستور حیوانی قالب مین جنم لینا پڑیگا اس لیے
ضرور ہے کہ بیخبری کی حالت مین وہ پھر مثل سابق افعال بد کا مرتکب ہو جاویگا
جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آئندہ کا جنم پھر حیوانی قالب مین ہوگا - اس لیے
ایسا انعام جسکے ایک بار کے عطیہ کے عوض مین کئی جنم تک حیوانی قالبون
مین رکھر سزا بھگتنا پڑے کسقدر برا انعام ہے اور جو بار دیگر پھر بھی خوش اعمالی سے
انسانی جنم حاصل ہو گیا تو ہر بار کی تکلیف مرض سکرات موت کی سختی دنیوی
آلام و افکار ہرگز سزا سے کم نہین ہین - ایک انسان کو اگر خوش اعمالی کے
صلہ مین چند بار یہ انعام ملا کہ ہر مرتبہ انسان بنایا گیا تو یہ انعام بالکل اسیطرح
کا ہے جسطرح ایک قیدی کو ہر روز نئی کوٹھری مین قید کرتے رہین -
اور یہ سزا مجرم کے حق مین بمنزلہ انعام کے ہے اسلیے کہ علت جرم و سزا
نہ معلوم ہونے کی وجہ سے مجرم کے دل و دماغ پر سزا کا اثر باقی نہین رہتا

جسکی وجہ سے اوسکو پھر ارتکاب جرائم کی جرأت ہوتی ہے۔ عقلاً یہ ضرورت ہے
کہ ارتکاب جرم کی حالت مین مجرم کے واسطے ایسی سزا تجویز کی جاوے جو اوسکو آئندہ
جرائم کے ارتکاب سے باز رکھے اور اوسکو یہ معلوم ہو جاوے اور یاد رہے کہ مینے
یہ جرم کیا تھا اور اوسکی یہ سزا ملی۔ مثلاً چور کے واسطے سزاے قید تجویز کرکے اسکو
حکم سنا دیا جاوے کہ تو نے سرقہ کا ارتکاب کیا تھا اس لیے ایک مدت معینہ
تک تو قید رکھا جاوے گا۔ اس سزا کا یہ فائدہ ہوگا کہ ایام قید مین سارق اپنی
طبیعت اور عادت کی اصلاح کر سکتا ہے۔ اور علت جرم و سزا معلوم ہو جانے کی
وجہ سے آئندہ وہ ارتکاب جرائم سے باز رہے گا۔ یا مجرم کو ایسی سزا ملنا چاہیے
کہ آئندہ پھر وہ ارتکاب جرائم نہ کر سکے۔ مثلاً پیشہ ور چور کا ہاتھ قطع
کر دیا جاوے تاکہ آئندہ وہ چوری کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔ ایسی سزا کا
مجرم اور دیکھنے والون پر بہت عبرت انگیز اثر پڑے گا لیکن بغیر علت سزا بتلانے
کے دوسرا قالب بدل دینے کی سزا بڑے فریے کی سزا ہے مثلاً ایک شخص نفس
حیوانی کے غلبہ سے زنا کا مرتکب ہوا اوسکی سزا یہ ہوئی کہ بندر یا کتے کا جنم ملا۔
اور علت جرم و سزا سے بیخبر رکھا گیا جسکی وجہ سے اوسکو آزادانہ شہوت رانی کا
خاصہ موقع ملا بے غم و الم اپنی قدیم عادت کے مطابق ہمجنسون مین خوب
گلچھرے اڑاے۔ نہ حد شرعی کا خوف ہے۔ نہ تعزیرات ہند کے دفعات عائد
ہونے کا ڈر ہے۔ نہ کوئی روک ٹوک کرنے والا ہے۔ نہ کوئی عذاب عقبی اور

دولت دنیا سے ڈرانے والا ہے۔ انسانی حالت مین آزادانہ شہوت رانی کی روک تھام بھی حیوانی جنم مین بے دھڑک جس سے چاہا شہوت پوری کرلی۔ منھ مانگی مراد ملگئی۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھین۔ ایسی سزا سے نہ خود مجرم کو اور نہ دیکھنے والون کو عبرت ہوئی اور نہ جرائم کا سد باب ہوا بلکہ مجرم کو اوسکے منشا و دلی کے مطابق نفسانی خواہشات پورا کرنے کا بے دھڑک موقع دیا گیا ہے۔ جو اسکے حق مین بمنزلہ انعام کے ہے۔

پانچوین تابعین وید کا مقولہ ہے کہ بعض آدمیون کا جنم امیرون کے گھر اور بعض کا فقیرون کے گھر ہوتا ہے پس یہ امیری اور غریبی کا فرق اون کے پچھلے جنم کی بداعمالی اور خوش اعمالی کا نتیجہ ہے۔ یہ خیال بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے امیری اور فقیری ہرگز بداعمالی اور خوش اعمالی کی علامت نہین ہے اسلیے کہ دنیا مین جسقدر خوش اعمال لوگ مثل سادھوون اور رشیون اور تارک الدنیا فقیرون کے گذرے ہین ان سب نے ہمیشہ امیری کو ناپسند اور فقیری کو دلسے پسند کیا ہے۔ اگر فقیری اعمال بد کی پہچان ہوتی تو وہ خوش اعمال لوگ کیون اس بداعمالی کی علامت کو اپنے لیے پسند کرتے۔ اگر یہ امیری اور فقیری پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہوتی تو ضرور اس دور کے آخری حصہ عمر تک یہ سزا و جزا بحال خود قائم رہتی۔ لیکن دن رات کا تجربہ شاہد ہے کہ بہت سے امیر تھوڑے ہی دنون مین روٹیون کو محتاج ہو جاتے ہین۔ اور بہت سے ریا کا سادھو اور فقیر

ناجائز وسیلون سے باوجود سخت بداعمال ہونے کے بہت جلد مالا مال ہوجاتے ہین پس یہ امیری اور فقیری اعمال کا نتیجہ نہین ہے بلکہ یہ سب باتین انتظام عالم پر مبنی ہین اگر سب امیر ہی امیر ہون تو دنیوی کاروبار بند ہوجاوین ایک دوسری کا کام کیون کرنے لگا اور جو سب فقیر ہون تو اون کی کفالت اور اعانت کون کرے چھٹے تابعین وید کا عقیدہ ہے کہ بعض بچون کا اپاہج یا کور مادر زاد پیدا ہونا پہلے جنم کی بداعمالی کی پہچان ہے - یہ خیال از روے تجربہ و مشاہدہ بالکل غلط ہے اسلیے کہ فی زمانہ ہزار آدمیون مین زیادہ سے زیادہ سو آدمی نیک اعمال ہون گے باقی نوسو بداعمال نکلینگے - اس لحاظ سے ضرورت ہے کہ جب ہزار بچے پیدا ہون تو اون مین سے صرف ایک سو صحیح الاعضا اور نوسو اپاہج اور اندھے وغیرہ ہون - اور جو یہ مان لیا جاوے کہ اون نوسو بداعمال اشخاص مین سے بعض کا جنم حیوانات اور نباتات وغیرہ قالبون مین ہوگیا ہے تب بھی کم از کم ہزار مین سو یا پچاس مولود تو اسطرح پیدا ہون کہ جنکو دیکھکر سزا یافتہ جنم کی تصدیق ہوجاوے لیکن اس اوسط کے مطابق ہرگز بچون کی پیدائش نہین ہوتی - ہزارون آدمی روز دنیا مین جنم لیتے اور سب صحیح و تندرست پیدا ہوتے ہین کبھی لاکھ دو لاکھ بچون مین اگر بعض اتفاقات اور حادثات کی وجہ سے دو ایک مریض یا اندھے بھی پیدا ہوگئے تو اون کی پیدائش کو سزا و جزا پر محمول کرنا بڑی غلط فہمی ہے - دراصل بچہ کی خلقت کا پورا نہوتا یا اندھا اور اپاہج

ہوجانا یہ تمام باتین بیرونی حوادثات اور اتفاقات پر مبنی ہین مثلاً حاملہ کو اگر کوئی

اندرونی عارضہ لاحق ہوگیا ہے تو ضرور مولود بھی مریض پیدا ہوگا اگر باپ

کسی متعدی مرض مین مبتلا ہے تو اوس مرض کا اثر فرزند مین بھی ظاہر ہوگا۔

اگر حاملہ اچانک پھسلکر زمین پر گرجاوے یا اسی طرح اور کوئی بیرونی صدمہ پہونچ

جاوے تو ضرور بچے کے نازک اعضا پر اس چوٹ کا اثر قائم رہیگا۔ اگر کوئی

ضرب یا غیر معمولی حرارت پہونچ جاوے تو بچے کی نازک آنکھین پانی ہوکر

بہ جائینگی اور وہ کور مادرزاد پیدا ہوگا۔ اگر کوئی مضر غذا یا دوا حاملہ کے

استعمال مین آجاوے تو اسقاط حمل ہوجاویگا۔ پس یہ تمام اتفاقیہ اسباب ہین

جنکو سزا و جزا سمجھنا نہایت غلط فہمی ہے۔

ساتوین مسئلہ تناسخ کو خود وید بھی نہایت شک وشبہہ کے ساتھ بیان کرتا ہی یعنی

مصنف وید نے بھی سزا و جزا کے معاوضے مین جنم لینے کا حال کسی سے سن لیا

ہے خود اوسکو بھی ذاتی طور پر اسکا علم نہین ہے مثلاً یجروید باب نمبر ۱۹ منتر ۴۷

بھوما مطبوعہ اجمیر صفحہ ۲۶۔ اس سنسار مین ہم دو پرکار کے جنم سنتے ہین (اس

مضمون سے ثابت ہے کہ سنی سنائی باتون پر مسئلہ تناسخ کا دارومدار ہے خود

ایشور کو بھی اسکا ذاتی علم نہین ہے) ایک آدمی کے جنم کا حاصل کرنا دوسرا اپنے

کرموں کے وجہ سے حیوان پرند کیڑے درخت وغیرہ بننا انھین دونون بھیدون سے

سب دنیا کی روحین اپنے پاپ اور پن کے پھل حاصل کر رہے ہین۔

اس منتر سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وید ہرگز الہامی کلام نہین ہے ایشور کی ذات کو ضرور اس کم علمی بری ہونا چاہیے کہ وہ سنے سنائے مسائل بغیر تحقیق اور ذاتی علم کے بیان کرے بے شبہہ ضرور بیاس جی نے وید کو تصنیف کیا اور جو کچھ باختلاف روایات اس مسئلہ تناسخ کے متعلق سنا اوسکو لکھکر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ یہ سب سنی سنائی باتین ہین۔ پس اس مسئلہ تناسخ کا تمام دارومدار شک و شبہہ پر ہی

آٹھوین۔ مسئلہ تناسخ کے متعلق دیانندجی صاحب کی رائے وید سے بھی زیادہ اشتباہ انگیز ہے مثلاً ستیارتھ پرکاش ترجمہ لالہ راداکشن صاحب صفحہ ۳۲۹۔ وہ یعنی روح ہوا۔ خوراک۔ پانی۔ یا جسم کے سوراخ کے ذریعہ سے دوسرے کے جسم مین پرمیشور کے پریرتا نا حکم سے داخل ہوتا ہے۔ جو داخل ہو کر آہستہ آہستہ دیرج مین جا کر حمل مین قائم ہو کر جسم قبول کر کے باہر آتا ہے اگر عورت کے جسم مین دھارن کرنے کے لائق اعمال ہون تو عورت۔ اور اگر مرد کے جنم قبول کرنے کے لائق اعمال ہون تو مرد کے جنم مین داخل ہوتا ہے۔ دیانندجی کی اس فلاسفی پر نہایت حیرت ہوتی ہے اول تو روح کا آب و ہوا کے ساتھ جسم کے سوراخون مین داخل ہونا بالکل قانون قدرت کے خلاف اور نہایت ناسمجھی کی بات ہے۔ دوسرے عورت اور مرد کی پیدائش کے فرق کو نتیجہ اعمال سمجھنا کسقدر خلاف عقل ہے اگر مان لیا جاوے کہ ایک صدی تک سب مرد عورت ایسے ہی اعمال کرین جسکا نتیجہ عورت کا جنم ہو تو ایک صدی کے اندر

مردنابود ہوجاوین گے ۔ اور جو برعکس اسکے ایسے اعمال ہوے جسکے معاوضہ مین
سب کو مردون کا جنم ملا تو بیچاری عورتین دنیا سے غائب ہوجاوین گی اور نظام
عالم درہم وبرہم ہوجاویگا پس نظام عالم کو سزا وجزا سمجھنا بڑی غلط فہمی ہے۔

قولہ صفحہ ۱۳۵ نوین خوبی رحم جو سب سے عمدہ صفت ہے وہ تمام مذاہب
سے بڑھکر باحسن الوجوہ اسی مبارک دھرم مین موجود ہے مانس نہ کھانا۔ اور
بے گناہ کسی جانور کو نہ ستانا۔

اقول پنڈت جی صاحب وید کی تعلیم سے خود آپ کا ایشور کمال بے رحم
اور ظالم ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ روح اور مادے کی نسبت وید کا یہ بیان ہے
کہ اوس کو ایشور نے پیدا نہین کیا اور نہ وہ مخلوق خدا ہے بلکہ مثل ذات خدا
روح اور مادہ قدیم اور ازلی اور ابدی ہے پس جبکہ ایشور نے روح اور مادے کو
پیدا ہی نہین کیا اور درجہ مساوات کا ہے تو پھر اُنپر حکومت کا کیا حق حاصل
ہے اور حکومت بھی ایسی سخت کہ بیچاری روح کو ہمیشہ ایک نئی کال کوٹھری مین
قید رکھتا ہے۔ یہ صریح ظلم ہے یا نہین۔ **دوسرے** یہ بیرحمی بھی قابل توجہ
ہے کہ ایشور نے انسان کو تو فطرتاً گوشتخوار بنایا ہے کیونکہ قانون قدرت کے
مطابق انسان کی اصلی غذا گوشت ہے۔ جسکو معدہ بہت خوشی سے قبول
کرکے کافی فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اور روحون کو بداعمالی کی سزا مین زیادہ تر
اونھین حیوانون کا جنم دیا جن کا گوشت سب سے زیادہ پسند کیا اور کھایا جاتا ہے

ہر روز لاکھون بکریان ذبح ہو جاتی ہین پھر بھی بکریون کی پیدائش اسقدر زیادہ ہی
کہ ہر مقام پر گلے کے گلے موجود پائے جاتے ہین جس سے یہ ثابت ہے کہ ایشور
زیادہ تر روحون کو انسان کی پسندیدہ خوراک بناتا اور انسان کو عمداً روحون کی
حالت سے بیخبر رکھکر گوشتخواری پر آمادہ کرتا ہے - پس یہ سب کیا دھرا ایشور کا
ہے ایسی نادانستہ حالت مین انسان بالکل بے قصور اور اپنی اصلی غذا کھانے پر
مجبور ہے - ویدی احکام اسقدر خلاف عقل ہین کہ جنکی تعمیل کسیطرح ممکن ہی نہین
مثلاً حیوانات کے علاوہ نباتات کی نسبت بھی یہی حکم ہے کہ وہ سزا یافتہ ارواح
ہین اب بتائیے غریب آدمی کیا کھائے اور کیونکر جیے ستیارتھ پرکاش

مصنفہ دیانند جی صاحب صفحہ نمبر ۳۲۳ جو شخص بذریعہ جسم کے دوسرے کی عورت سے
مباشرت نیک آدمیون کی ہلاکت وغیرہ کا بدکام کرتا ہی اوس کا جنم درخت وغیرہ -
(وغیرہ سے مقصود ہر قسم کی نباتات ہے) غیر متحرک قالبون مین ہوتا ہے -

پنڈت جی صاحب انصاف شرط ہے ایسے خلاف عقل احکام کی تعمیل کیونکر ممکن ہے
یہی سبب ہی کہ تمام تابعین وید - کھتری - شودر - ویش - اور بہت سے برہمن وید کے
حکم کو نہ مان کر حلانیہ گوشت کھاتے ہین -

استعمال گوشت کے متعلق دیانند جی کی راے

ستھیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء صفحہ نمبر ۴۵ صبح شام گوشت سے ہون کرنا جائز ہی
صفحہ نمبر ۱۴۹ گوشت کے پنڈے دینے مین کچھ پاپ نہین ہے -

صفحہ ۱۷۵ یگیہ کے واسطے جانداروں کا قتل کرنا جائز ہے۔

صفحہ ۲۰۲ اگر کوئی جی گوشت نہ کھاوے تو جانور وغیرہ جسقدر ہین اوس سے ہزار چند ہو جاوین پھر انسانون کو مارنے لگین اور کھیتون مین غلہ ہی نہو نے پاوے پھر سب انسان مرجاوین۔ دیانندجی کی۔ اس آخری راے سے مین بھی اتفاق کرتا ہون کہ ضرور گوشت کھانا چاہیے تاکہ یہ سب خرابیان دور رہین۔

قولہ صفحہ ۱۳۵ دسوین خوبی۔ زور وظلم سے دین پھیلانے کی ممانعت جہاد اور فساد سے نفرت دلائل معقول اور محبت و پیار سے دھرم کی اشاعت کی اجازت صرف اسی دھرم مین ہے۔ دیکھو نیم ۱۷۔

اقول۔ پنڈت جی صاحب آپ کا وید مقدس تو چیخ پکار کر زور وظلم کے ساتھ عام خونریزی اور فساد کی اجازت اور تاکیدی حکم دے رہا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے یجروید ادھیاے ۲۰ منتر ۵۔ اے انسانو تمھاری ابدھ یعنی توپ بندوق وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہون بدکردار دشمنون کو شکست اور تمھاری فتح ہو تم مضبوط طاقتور اور کارنمایان کرنے والے ہو تم دشمنون کی فوج کو ہزیمت دے کر انھین روگردان اور پسپا کرو تمھاری فوج جرار و کارگذار نامی گرامی ہو تاکہ تمھاری عالمگیر حکومت روے زمین پر قائم ہو اور تمھارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ معزز ناظرین عالمگیر حکومت کی پیشین گوئی ویدی الیشور کی غلط بیانی کا بدیہی ثبوت ہے۔

یجر وید بھاش صفحہ نمبر ۵۵۰ دشمنون کے ناش کرنے کے واسطے مین اگنی کو دھارن کرتا ہون یجر وید ادھیا ۵ منتر ۲۰ ایشور پہاڑ مین رہنے والے تیر کی طرح (ویدی ایشور کی عجیب شباہت ہی) گنہگارون کو ڈھونڈھکر دکھ دیتا ہے

پیارے ناظرین جس مذہب کا ایشور خود شیر کی طرح لوگون کو ڈھونڈھکر ستا دے قتل عام کی اجازت اور خونریزی کا تاکیدی حکم دے اوس ایشور سے زیادہ فسادی اور اوس مذہب سے زیادہ زور وظلم کا حامی دوسرا نہین ہو سکتا۔

قولہ صفحہ ۱۳۶ گیارھوین خوبی مختلف علوم کے فضلا کا وید مقدس کی پیروی سے باہر نہ ہونا اور تمام فلسفی مزاجون کا سچے دل سے وید کا پیرو ہونا کسی نامعقول بات کا وید مین مذکور نہ ہونا مفصل دیکھو چھ ورش اور اپ وید اور چھ انگ تمام رشی منی وید کے پیرو تھے مگر اور مذہب مین جتنے ڈاکٹر فلاسفر حکیم ہوتے رہے ہین وہ قرآن اور انجیل سے دست بردار ہوتے گئے بلکہ انجیل۔ اور قرآن کے پیرون نے حکیمون کے چمڑے اتارے انھین شکنجہ مین کھینچا اور قتل کیا حکما کے قتل کا داغ وید کے دامن پر ہرگز نہین ہے۔

اقول پنڈت جی صاحب وید کی نامعقولیت کو آپ کہان تک چھپا سکتے ہین ذرا غور تو فرمایئے مسئلہ نیوگ کہان تک معقول ہے مسئلہ تناسخ مین کونسی خوبی ہے صبح و شام آتش پرستی کا حکم کسقدر نامعقول ہے۔ تابعین وید سے ایک شخص بھی ایسا نہین ہے جو مختلف علوم کا فاضل ہو خود پنڈت دیانند جی

قابلیت نہایت محدود تھی جیساکہ اون کی تصانیف سے ظاہر ہے ہان اسمین شک نہین
کہ دین اسلام کو ایک خاص شرف روحانیت کا حاصل ہے جسکا بدیہی ثبوت یہ ہی
کہ ہر مذہب وملت کے ذیعلم اور سمجھدار اشخاص جب انصاف اور تحقیق کی نظر سے
قرآن کی صداقت آمیز اور روحانیت خیز تعلیم پر نظر کرتے ہین تو سچائی کا اثر
اون کے دل کشمکش پیدا کر دیتا ہے آخر کار کافی تحقیق اور چھان بین کے بعد
وہ سچے مسلمان بن جاتے ہین چنانچہ آئے دن کے تجربے اور مشاہدے سے
ثابت ہے کہ لندن اور امریکہ مین جہان بجز قرآن کے اور کوئی اسلامی مشنری نہین
ہے اسلام کی روز افزون ترقی ہورہی ہے۔ مسٹر عبداللہ کوئلم ایسے ذیعلم
اور معزز اشخاص کا جو خاندان شاہی سے ہین اسلام حاصل کرنا۔ اور امریکہ
کے مسیحی مذہب والون کا سچے دل سے مسلمان ہوجانا اسلام اور قرآن کی صداقت
کا پورا ثبوت ہے۔ آقاے فخر الاسلام صاحب جو آجکل طہران مین قیام فرما
ہین تیس۳۰ سال پہلے عیسائی مذہب کے ایک بڑے زبردست عالم تھے دنیا
کی تمام مشہور زبانون سے واقف اور مختلف علوم پر حاوی اور ہر ایک مذہب
کی اندرونی حالت سے باخبر ہونے کی وجہ سے مسیحی عالمون مین آپکا خاص طور پر
اعزاز کیا جاتا تھا۔ لیکن قرآن کی نورانی شعاعون نے آپ کے دل پر وہی
اثر کیا جیساکہ الہامی کلام کا اہل بصیرت پر ہونا چاہیے تھا آخر کار آپ نے تثلیث
سے منھ موڑ کر سچے دل سے توحید آلہی کے دین مین داخل ہوگئے سولہ۱۶ سال تک

سرزمین عراق پر نجف اشرف مین مقیم رہکر تکمیل علوم کے بعد صرف ملک ایران ہی
مین نہین بلکہ اپنی تصنیف وتالیف کے ذریعہ سے تمام بلاد اسلامیہ مین۔ اسلامی
ترقی کا نشان بلند کیا ہے۔ آپ کی مقبول تصانیف۔ عربی فارسی۔ ترکی۔ فرانچ
عبرانی۔ سریانی وغیرہ زبانون مین بکثرت شایع ہو رہی ہین۔ اہل ہند کیلیے
ملنے کا پتہ یہ ہے۔ بمبئی پوسٹ آفس ۹ امام بارہ میرزا احسان حسین صاحب کتب فروش
تواریخ سے ثابت ہے کہ تابعین وید نے محض شہوت پرستی کی بنا پر جسقدر کشت وخون
کیا اوس کا عشر عشیر بھی اور توحید پھیلانے والے مذاہب مین توحید پھیلانے اور دین الٰہی
محفوظ رکھنے کے لیے بھی نہین ہوا۔ جنگ تھانیسر مہابھارت اور لنکا وغیرہ کے
قتل عام سے اوید کا دامن خون آلود ہے۔

قولہ صفحہ نمبر ۱۳۶ بارھوین خوبی۔ معجزات خرق عادات کرامات بھانمتی کے تماشے
کیمیا گری سنگ پارس جادو جن بھوت پری وشیطان وغیرہ کے بطلان کی
تردید وید کے سواے کہین نہین ہے۔ موجودہ روشنی کے زمانہ مین ان تمام
باتون سے بدھی مانون کو نفرت ہے مگر بائبل وقرآن مین ایسی دور از قیاس باتین بھری ہوئی ہین

اقول پنڈت جی صاحب جو شخص روحانی قوتون مین کامل ہے اوس سے
معجزات وکرامات کا ظاہر ہونا ممکن اور قانون قدرت کے مطابق ہے۔ لیکن
بھانمتی کے تماشے وغیرہ یہ تمام باتین وید اور تابعین وید سے ظہور مین
آتی ہین۔ مثلاً ہولی کا سوانگ بھرنا۔ راہس اور رام لیلا وغیرہ کا تماشہ کرنا۔

صبح شام کیلے وغیرہ کے کھمب گاڑ کر اگنی کی خدمت مین لوگون کا حاضر ہونا اور گا بجا کر گھی مٹھائی لڈو پیڑے موہن بھوگ وغیرہ چیزون کا اگنی دیوتا پر چڑھانا بھانتی کے تماشے سے کم نہین ہے۔ جن بھوت پری و شیطان وغیرہ کو تابعین وید دیوتا سمجھکر مان رہے ہین اور ویدون کے تمام منتر ایسے ہی دیوتاؤن کی تعریف مین اول سے آخر تک بھرے ہوے ہین مثلاً۔ اتھرون وید کانڈ نمبر ۱۔ پرپہاٹک ۲۳ انوواک ۴ بھوسکا صفحہ ۴۳۔ اوس پرماتما کا خزانہ قدرت تینتیس ۳۳

دیوتاؤن سے محفوظ ہے پرماتما کے خزانۂ قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہین کون جا سکتا ہے۔ پیارے ناظرین وید کی مشرکانہ تعلیم اور تابعین وید کی دیوتا پرستی قابل دید ہے۔ ع مین الزام اونکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا؀

قولہ تیرھوین خوبی۔ انسانی زندگی کا چار حصون پر تقسیم ہونا اور سب سے اول دھارمکھ تعلیم کا ہونا ویدک دھرم کی کیسی اعلیٰ فضیلت ہے۔ طالب علمی کا زمانہ گرہست عیال داری کا زمانہ۔ بان پرست گوشہ نشینی کا زمانہ۔ سنیاس اپدیش پرکار کا زمانہ۔ جسپر عمل کرنے سے انسان دین و دنیا کی بھلائی بخوبی حاصل کر سکتا ہے۔ اور تو گامی ہونے کا ارشاد کیسا ہدایت بنیاد ہی اور مذہب مین اسکا نام و نشان بھی نہین ہے۔

اقول۔ پنڈت جی صاحب زندگی کا چار یا آٹھ حصون پر تقسیم کرنا یہ بھی کوئی مذہبی خوبی ہے۔ قانون قدرت کے مطابق انسانی زندگی کے تین حصے ہین۔ طفلی

جوانی - پیری - عقلا یہ ضرورت ہے کہ عمر مستعار کو ہر وقت نیک کامون مین بسر کرے اچھے کامون کو آخری حصہ عمر پہ نہ اٹھا رکھے اس لیے کہ اگر موت نے درمیان مین فنا کر دیا تو گھر کے رہے نہ گھاٹ کے - عقلا کا مقولہ ہے - کار امروز بفردا مگذار -

قولہ صفحہ ۱۳۶ چودھوین خوبی جب مدت مدید کے گذر جانے کے سبب لوگون نے مخالفت مذہبی کے سبب وید مقدس کے دھرم پر حملہ کیا یا اعتراض کر کے لوگون کو تشکی کرنا چاہا آریہ لوگون نے دندان شکن جواب دیے جو ہمیشہ تک یادگار رہین گے سب سے اول مخالف بدھ یا جینی ہوے جن کی تردید گڑیا واچاریہ کے شش شنکر سوامی جی نے اس حد تک کی اور اس خوبی سے ہل من مبارز کی ندا کی کہ مخالفون کو چوکڑی بھلا دی ابتک بھی وہ کتابین بودھ مت کی تردید مین برق طپان کا حکم رکھتی ہین - پھر اب تھوڑے عرصہ سے مسلمان وعیسائیون نے کتابین لکھنا شروع کین جسکے جواب ہماری طرف سے مدلل دیے گئے گویا کہ اون کے منھ پر مہر سکوت لگ گئی اور کبھی میدان مباحثہ مین قائم نہ رہ سکے -

اقول - پنڈت جی صاحب آپ کو اپنے پر معایب مذہب کی خوبیان ظاہر کرنے کی طمع نے یہان تک گھیرا کہ آپ مناظرہ کو بھی مذہبی خوبیون مین شمار کرنے لگے ع برین عقل ودانش بباید گریست ؎ سو بار میدان مباحثہ سے بھاگ کر پھر بھی اپنے منھ شیخی بگھارنا آپ ہی کا حصہ ہے ع جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے ؎

قولہ صفحہ ۱۳۷ پندرھوین خوبی - اگرچہ کئی دفعہ صدمات پہونچے اور مخالفون نے ادھرم کے

پھسلانے مین کوئی کسر نہ چھوڑی تو بھی آریہ قوم وقتاً فوقتاً جاگتی سنبھلتی رہی۔ جینی۔ پارسی۔
یہودی۔ بالبیون۔ قبطیون کی طرح بالکل مردہ نہین ہوگئی دھرم سے تپت شدہ لوگون کو
جب بس چلا شدھ کر کے واپس لیتی رہی لاکھون بودھون کی شدھی شنکراچاریہ نے کی
اور مسلمان اور عیسائیون کی شدھی کے کام کو دنیا کے عارفون کے سرتاج سری سوامی
دیانندجی مہاراج نے شاستر انوسار اب رواج دیا جو روز بروز آریہ سماج کی مبارک کوششون سے
ترقی پا رہا ہے مذاہب باطلہ کی طرف لوگون کا رجحان بہت کم ہوگیا ہے اور ایشور
کریگا کہ بالکل نہین رہے گا بس اس روشنی کے زمانہ مین آریہ قوم کا جاگنا اور جہالت سے
بھاگنا صرف صداقت وید کی برکت ہے۔

اقول پنڈت جی صاحب اس نمبر مین بھی آپ نے گذشتہ نمبر کی طرح مناظرہ کو مذہبی
خوبیون مین شمار کیا ہے۔ آپکو دیانندجی کی تقلید نے اون کی مدح سرائی پر مجبور کیا
ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ گروجی نے آپکو بالکل شدھ نہین بنایا اس سے تو پہلے ہی
بہتر تھے آباو اجداد کا مذہب چھوڑ کر آتش پرستی کو اختیار کرنا۔ زردشتی رسومات کو رواج
دینا۔ نیوگ کے شرمناک مسئلہ کو اپنا دستور العمل بنانا درحقیقت غفلت کی نیند سونا۔ اور
جہالت مین پھنسنا ہے۔ اسکو جاگنا اور بھاگنا سمجھکر اپنے منہ شیخی بگھارنا نہایت ناسمجھی ہے
بجز نیوگی لذت کے اور کسی قسم کی برکت وید مین نہین ہے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

قولہ صفحہ ۱۳۷ سولھوین خوبی۔ مباحثہ مذہبی کے واسطے عام اجازت صلاء عام کا دینا
اور علم و عقل اور سچائی کے خلاف کسی کی بات نہ ماننا تمام فضلاء و علماء کی عزت کرنا اور اونکی

تعلیم سے آگاہی کرنا اور محبت وپیار سے ست دھرم کا پھیلانا اور معقول دلائل سے لوگون کو راہ راست پر لانا اور گناہون سے دلی نفرت اور مستحکم کرنے کی طرف توجہ دلانا اور تیز چشم کے عالمگیر اور لاتغیر قانون کو پیش کر کے الٰہی انصاف کا قائل کرانا اسی مقدس دھرم کی خوبی ہے جو کسی نوی ست جدید مذہب کے نصیب نہین بنا برآن صداقت دھرم درحقیقت نوید جاوید ہے۔

اقول پنڈت جی صاحب۔ اس نمبر مین بھی آپ نے گذشتہ دو نمبرون کی طرح مناظرہ اور مباحثہ کو مذہبی خوبی قرار دیا ہے آپ کی بالکل یہ مثال ہے کہ ایک شخص میدان جنگ سے بھاگ کر جان بچا لیگیا اور جب اوسنے پیچھے لوٹ کر یہ دیکھا کہ اوسکا حریف تعاقب کرنا مردمی کے خلاف سمجھکر اپنی جگہ پر قائم ہے تو دور ہی سے حریف کی طرف منھ کر کے پھر خم ٹھوکا۔ اور جب حریف اوسکو آمادہ نبرد سمجھکر پھر آگے بڑھا۔ تو پہلے سے بھی دور بھاگ کر پھر حریف کی طرف مدرخ کر کے ہَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کی بزدلانہ صدا بلند کی اور جب پھر حریف جھپٹا تو بہت دور بھاگ کر دم لیا۔ لیکن اپنی شیخی نہ چھوڑی۔ اسی طرح آپنے برابر تین نمبرون تک مناظرہ اور مباحثہ کی گیدڑ بھبکی دکھلائی ہے کیا شیر مردانِ میدان علم وفضل آپکی اس بزدلانہ گرج سے ڈرجائینگے۔ ہرگز نہین۔ کیا آپکو یاد نہین کہ دیانند جی نے ہر معرکہ مین علماء اسلام کے زبردست ہاتھون سے ہمیشہ نیچا دیکھا اور دلی خفت اُٹھائی ہے۔ آخر اس شیخی بگھارنے سے کیا حاصل ہے ع چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔

باب دوم

فصل اول - اون اعتراضات کا جواب جو پیغمبر اسلام کی طرف منسوب کیے گئے ہین

قولہ صفحہ ۸۷ حجۃ الاسلام مطبوعہ جالندھر - محمد صاحب نے قرآن کا حکم نہ مانا - قرآن مین لکھا ہے کہ بغیر زنا کے عورت کو طلاق مت دو - مگر محمد صاحب نے اسکے خلاف عمل کیا مسماۃ سودہ کو اس جرم پر وہ بوڑھی ہو گئی تھی بغیر زنا کے طلاق دے دیا چنانچہ سورۂ طلاق لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین فاحشتہ بفاحشۃ مبینہ ترجمہ مت نکالو عورتون کو گھرون سے اور چاہیے کہ وہ بھی نہ نکل جاوین - مگر جبکہ ظاہر بے حیائی عمل مین لاوین - ارباب سیر برآنند کہ حضرت پیغمبر سودہ بنت زمعہ را طلاق داد او بر سر راہ حضرت بنشست تا وقتیکہ سید عالم برسید سودہ بزبان تضرع گفت یا رسول اللہ رجعت بنمائی بمن بخدا سوگند کہ دوستی مرد در دل ہیچ نماندہ لیکن میخواہم کہ فردائے قیامت در زمرۂ زنان تو محشور شوم و نوبت خود را بعائشہ می بخشم حضرت بوی مراجعت فرمود تفسیر حسینی جلد ۱ سورۂ نساء -

اقول پنڈت جی صاحب - ہٹ دھرمی اور مغالطہ دہی آپکا حصہ ہے - آخرش کیون نہو دیانند جی ایسے گرو کے آپ چیلے ہین - اس آیت مین چار طرح کی مغالطہ دہی سے آپ نے کام لیا ہے - اولاً یہ کہ آیت کا ابتدائی حصہ چھوڑکر آخری جملہ لکھا اور وہ بھی غلط لکھا ہے - یہ صریح چالاکی ہے - دوسرے یہ کہ آیت اٹھائیسوین پارہ مین ہے اور یہ نامعتبر روایت چوتھے پارہ سے نقل کر کے آپنے جوڑ لگانا چاہا ہے۔

انصاف فرمائیے اگر اس روایت کو آیت کی شان نزول سے کچھ تعلق ہوتا تو اٹھائیسوین پارہ
مین آیت کی تفسیر مین اس روایت کو ہونا چاہیے تھا اس طرح پر کھینچ تان کر جوڑ لگانا صریح
مغالطہ دہی ہے۔ تیسرے یہ کہ پیشکردہ آیت مین ایک لفظ بھی ایسا نہین ہے جس کے معنی
زنا اور طلاق کے ہون اور نہ یہ آیت احکام زنا اور طلاق کے متعلق ہے صرف عدۃ رجعی
کا بیان ہے۔ لیکن آپ نے گھر سے نکل جانے کو طلاق اور بیحیائی کو زنا کے معنون پر ڈھالنا
چاہا ہے۔ جو صریح ہٹ دھرمی اور چالاکی ہے چوتھے یہ کہ قرآنکا یہ حکم بہت صاف اور
مشہور ہے جس کو ایک جاہل بھی جانتا ہے کہ زنا کی سزا تازیانہ زنی ہے مثلاً اَلزَّانِیَۃُ
وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ الخ ترجمہ زانی اور زانیہ ہر ایک کو سو کوڑے
لگائے جاوین۔ لیکن آپ نے دیانند جی کی طرح مغالطہ دہی سے کام لیکر اپنی ذاتی رائے
سے لکھدیا کہ قرآن کا یہ حکم ہے (بغیر زنا کے عورت کو طلاق مت دو) یعنی آپ کے
نزدیک زنا کی سزا کیا ہے۔ طلاق کا دینا۔ ع برین عقل و دانش بباید گریست۔ کیا آپ
قرآن مین کہین یہ حکم دکھا سکتے ہین (کہ بغیر زنا کے عورت کو طلاق مت دو) ہرگز نہین
اس جھوٹ اور مغالطہ دہی پر فخر کرنا کسقدر بے شرمی ہے۔ یہ آیت احکام عدۃ کے متعلق
اسطرح ہے سورہ طلاق پ۲۸ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ
وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّکُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ
یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ الخ ترجمہ اے نبی جب کہ طلاق دو تم لوگ عورتون کو پس چھوڑ دو انکو
ایام عدۃ تک اور شمار رکھو ایام عدۃ کا اور ڈرتے رہو اپنے پالنے والے خدا سے اور

نہ نکالو اُن عورتون کو اپنے گھرون سے اور چاہیے کہ نہ نکلین وہ خود بھی (ایام عدۃ تک)
لیکن جب کہ وہ کسی کھلی ہوئی بیحیائی کو اختیار کرین یعنی گھرون سے نکل جادین تو شوہر
بری الذمہ ہے۔ اس حکم سے زن و شوہر کو بعد از طلاق بھی ایام عدۃ تک مصالحت
کر لینے کا موقع دیا گیا ہے۔ ان ایام مین اگر عورت نیک نہاد ہے تو ضرور اپنے شوہر کو
راضی کر کے وجہ مخالفت کو برطرف کریگی اور بعد مفارقت کے بعد اس مصالحت کی قدر ہمیشہ قائم
رہیگی ع بڑا مزا اُس ملاپ مین ہے جو صُلح ہو جائے جنگ ہو کر ورنہ دونون کو باہمی
نا اتفاقی اور دل آزار پابندی سے آزادی حاصل ہو جاوےگی۔

حضرت محمد صاحب سے پہلے عرب مین یہ دستور تھا کہ جس عورت سے دل چاہا نکاح کر لیا اور جب
چاہا طلاق دیکر گھر سے نکال باہر کیا۔ حضرت نے اپنے زمانے مین اس رسم کی بہت
اصلاح کی اول تو طلاق دینا ہی فعل مکروہ قرار دیا گیا اور اگر باہمی نا اتفاقی سے کسی شخص نے
اپنی عورت کو چھوڑ بھی دیا تو ایام عدۃ مین اوسکو پھر مصالحت اور میل کر لینے کا حق حاصل ہے
کیونکہ تین مہینے تک شوہر زن مطلقہ کو خود گھر سے نکال نہین سکتا اور ایام عدۃ کا نان و
نفقہ اوس پر واجب ہے اس مہلت کا زیادہ تر یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ نا اتفاقی
کے وجوہات کی اصلاح ہو کر دوامی مصالحت قائم ہو جاتی ہے۔ اس پاکیزہ تعلیم سے
عرب ایسے جاہل اور وحشی ملک مین طلاق کا رواج بہت کم ہو گیا۔

(سودہ خاتون کا واقعۂ نکاح شردھی پرکاش جی ہندو مورخ کی تاریخ سے حرف بحرف منقول ہے)
انھین ایام مین ایک اور مشکل پیش آئی مکہ کی ایک عورت سودہ بنت زمعہ نے حضرت کی

تعلیم سے اُنکا دین اختیار کرلیا تھا اوسنے اپنی نیک نیتی اور حسن عقیدت کے اثر سے
اپنے شوہر کو بھی اپنا ہم عقیدہ کرلیا۔ اور جب ان دونون میان بیوی پر کفار مکہ کی جانب
سے سخت ظلم و تشدد ہونے لگا جو اُس وقت ہر مسلمان کے حصہ مین آنا ایک یقینی امر تھا
تو ان بیچارون کو بھی بجز جلاوطن ہو جانے کے اور کوئی صورت امن کی نظر نہین آئی لاچار
اللہ کا نام لیکر یہ بڑھیا اور اوسکا شوہر گھربار چھوڑ وطن سے چلدیے اور ملک حبش مین
اپنے مسافر ہم وطنون سے جاملے۔ یہان کچھ عرصہ کے بعد اُس بڑھیا کا شوہر بھی مر گیا
اور وہ پردیس مین نہایت مصیبت اور لاوارثی کی حالت مین رہ گئی کوئی خدا کا بندہ اوسپر
رحم کھاکر اُسے وطن لے آیا اور یہان آکر اُسنے حضرت سے درخواست کی کہ وہ اُسے
اپنے نکاح مین لے لین۔ محمدؐ صاحب اس سے پہلے عائشہؓ کی نسبت منظور کرچکے تھے مگر
سودہ نے اس درخواست پر اس قدر اصرار کیا کہ انکار کرنا مشکل ہو گیا۔ اول تو اس نیک
بی بی اور اُسکے شوہر کے حقوق اسقدر تھے کہ اُنکا خیال ضروری تھا دوسرے حضرت
ابراہیمؑ موسیٰؑ اور دوسرے نبیون کی نظیر ایسی تھی جس سے انکار نہین ہو سکتا تھا
تیسرے سودہ نے نہایت صاف الفاظ مین کہا میری عمر شادی کی نہین نہ مجھے شادی
کی کسی بات کی آرزو لیکن یہ دلی تمنا ہے کہ آپ کے حرم مین داخل ہونیکی عزت حاصل
کرون۔ آخر بہت سی قیل وقال کے بعد سودہ آپکی زوجیت مین آگئین۔

اس ہندو مورخ نے کتاب بھر مین کہین سودہ خاتون کی طلاق کا مطلقًا ذکر نہین
کیا اور یہ روایت علماے اسلام کے نزدیک نامعتبر ہے اسلیئے کہ محمدؐ صاحب اُموز جائز

سے طلاق کو نہایت مکروہ سمجھتے تھے۔ اور بفرض محال اگر باختلاف روایات مان بھی لیا جاوے

کہ سودہ کو طلاق دیا گیا تو اس مین یہ مصلحت ہو گی کہ اس طریق عمل سے جہلاے عرب کے

ذہن نشین یہ بات ہو جاوے کہ بعد از طلاق پھر عورت کی خواہش مصالحت پر ضرور میل

کر لینا چاہیے پس یہ ایک عملی طریقہٴ تعلیم ہو گا۔ اور پیش کردہ عبارت سے کہ (او بر

راہ حضرت بنشست) یہ معلوم ہوتا ہے کہ سودہ خاتون اس انتظار مین کہ حضرت باہر سے

گھر مین تشریف لاوین سر راہ ڈیوڑھی مین یا قریب ڈیوڑھی کے صحن خانہ مین بحالت انتظار

بیٹھی رہین اور جب حضرت آئے تو عرض حال کیا لیکن یہ کسی طرح ثابت نہین کہ گھر سے

باہر نکل گئین یا نکالی گئین ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ؛ عیب نماید ہنرش در نظر ؛

قولہ صفحہ ۴۸ جھوٹ کا ثبوت برخلاف تمام گذشتہ نبیون کے اور توریت اور زبور

وغیرہ کتابون کے جھوٹا دعوی کیا کہ مین خدا کا نبی ہون۔

اقول پنڈت جی صاحب تعصب کی عینک دور کر کے تواریخ کو دیکھیے معلوم ہو جاویگا

کہ عہدہ نبوت پر مامور ہونے سے پہلے محمد صاحب کی صداقت اور امانت ضرب المثل

تھی اہل عرب آن حضرت کو صادق اور امین کہا کرتے تھے آپکا ہر ایک حکم اور فیصلہ

صداقت کی وجہ سے نہایت قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا اور قبیلون کی نزاعی حالت

کو رفع کر دیتا تھا حضرت سے پہلے جسقدر نبی گذرے ہین سب نے آپکی ظہور کی بشارت

دیکر تصدیق رسالت کی ہے۔ ملاحظہ ہو یوحنا کی انجیل آیت ۱۹ لغایت ۲۷

مگر یہ جو فریسیون کی طرف سے بھیجے گئے تھے اونھون نے اوس سے سوال کیا اور کہا کہ

اگر تو نہ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی (یہ اشارہ محمد صاحب کی طرف ہے) پس کیون

بپتسمہ دیتا ہے یوحنا نے جواب مین اونھین کہا کہ مین پانی سے بپتسمہ دیتا ہون پر تمھارے

درمیان ایک کھڑا ہے جسے تم نہین جانتے۔ یہ وہی ہے جو تمھارے پیچھے آنے والا ہے

(یعنی بزمانۂ آخر) اور مجھ سے مقدم تھا (یعنی عالم انوار مین) جسکی جوتیون کا تسمہ مین

کھولنے کے لائق نہین ہون۔ معزز ناظرین۔ انجیل کی عبارت قابل توجہ ہے یہ

دریافت کرنے والے اشخاص نے مسیح اور الیاس کے نام ونشان سے واقفیت ظاہر

کی اور بشارت یافتہ نبی کی نسبت ذاتی واقفیت نہونے کی وجہ سے یہ دریافت کیا کہ وہ نبی

(یعنی مبشر انبیا....) اور یوحنا نے جواب مین کہا کہ جسے تم نہین جانتے یہ وہی ہے جو

میرے پیچھے آنے والا ہے اور مجھ سے مقدم تھا۔ ظاہر ہے کہ مسیح اور الیاس کو وہ

لوگ پہچانتے تھے۔ ان دونون کے بعد جو نبی آنے والا تھا اور جس کے ظہور کی وہ

خبر جوئی کرتے تھے وہ بجز محمد صاحب کے دوسرا نہین ہو سکتا اس لیے کہ آنحضرت

کے ظہور اور نبوت کی بشارت تمام انبیا دیتے چلے آئے تھے اور ہر زمانہ مین آپ کی

ظہور کی خبر جوئی کی جاتی تھی لہذا پیچھے آنے والے سے بجز محمد صاحب کے اور کوئی

مقصود نہین ہو سکتا۔ کیونکہ آپ خاتم الانبیا ہین اور سب نبیون کے پیچھے مبعوث

بہ رسالت ہوے۔ ؎ نبیون مین نبی ایسے کہ ختم الانبیا ٹھہرے ٭ حسینون مین ایسے کہ محبوب خدا

ٹھہرے ٭ حضرت عیسیٰ جو یوحنا کے ہمعصر تھے وہ کسی طرح پیچھے آنے والون مین شمار

نہین ہو سکتے۔ اور مقدم ہونے کا اشارہ بھی محمد صاحب کی طرف ہے۔ اس لیے کہ سب

نبیون سے پہلے حضرت کا نور پیدا ہوا ہے حدیث مین ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

ترجمہ سب سے پہلے جسکو خدا نے پیدا کیا وہ میرا نور تھا۔ حضرت عیسیٰ جو پیدائش مین یوحنا

سے موخر ہین وہ کسی طرح مقدم نہین ہو سکتے۔ آنحضرت کی رسالت پر توریت کی شہادت

ملاحظہ ہو توریت استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸ لغایت ۱۹ اور خداوند نے مجھے کہا کہ

اونھون نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا مین اون کے لیے اون کے بھائیون مین سے تجھسا

(یعنی بنی اسمعیل سے مثل ومشابہ تیرے اے موسیٰ) ایک نبی پیدا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے

منھ مین ڈالون گا اور جو کچھ مین اوس سے فرماؤنگا وہ اون سب کہے گا جو نہ سنے گا

تو مین اوس کا حساب اوس سے لون گا۔ معزز ناظرین ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی

بنی اسمعیل ہین اور ایک کی تخصیص شاہد کامل ہے کہ بنی اسمعیل مین صرف ایک ہی

نبی پیدا ہوا جو محمد صاحب ہین۔ اور مثل ونظیر موسیٰ ہونیکی پہچان بہت روشن دلیل

ہے اس لیے کہ محمد صاحب کے تمام واقعات موسیٰ سے نہایت مشابہ ہین۔

حضرت محمد صاحب اور جناب موسیٰ کی مماثلت اور مواسات

موسیٰ پر شریعت یعنی توریت کا نزول ہوا	حضرت پر شریعت کاملہ ناسخ شریعت سابقہ یعنی قرآن کا نزول ہوا
موسیٰ بعد چالیس سال کی منصب رسالت پر فائز ہوے	حضرت بھی بعد چالیس سال کی مبعوث بہ رسالت ہوے
موسیٰ کو عصا عنایت ہوا۔	حضرت کو ذوالفقار عطا ہوئی۔
موسیٰ کو ید بیضا مرحمت ہوا۔	حضرت کو ید اللہ عطا ہوا۔
موسیٰ کی امت کو فضلتکم کا خطاب ملا	حضرت کی اُمت کو خیر امتہ کا لقب حاصل ہوا

موسی نے راہ خدا مین جہاد کیا | حضرت نے دین خدا کی حفاظت کیلیے جہاد کیا۔

موسی ختنہ وغیرہ مین سنت ابراہیمی کے عامل تھے | حضرت نے سنت ہاے ابراہیمی کو رواج دیا

موسی کی عہد مین قمری ماہ وسال کا حساب تھا | حضرت نے بھی قمری ماہ وسال کا حساب جاری کیا۔

موسی کی امت پر پانچ نمازین واجب تھین | حضرت کی امت پر پانچ نمازین واجب ہین

موسی نے اپنے بھائی ہارون کو وصی مقرر کیا | حضرت نے اپنے بھائی کو وصی مقرر کرکے فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی

توریت کی یہ بشارت۔ کہ اپنا کلام اوس کے منھ مین ڈالون گا محمد صاحب پر صادق ہے

قرآن شاہد ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ترجمہ نہین کلام کرتا اپنی

خواہش سے لیکن وہی جو کہ بذریعہ وحی کے تعلیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آخری آسمانی

کتاب کی شہادت ملاحظہ ہو۔ قرآن پ۲۸ سورہ صف ع وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ٥

ترجمہ اور جب کہ کہا عیسی ابن مریم نے اے بنی اسرائیل تحقیق کہ مین پیغمبر خدا ہون

(یعنے احکام آلہی کا پہونچانے والا ہون) طرف تمہارے اور تصدیق کرنے والا ہون

احکام تورات کی اور بشارت دینے والا ہون اوس رسول کی جو میرے پیچھے آنیوالا ہے

(یہی بشارت لفظ بہ لفظ انجیل مین یوحنا نے بیان کی ہے جو اوپر منقول ہو چکی کہ)

نام اوسکا احمد ہے پس جبکہ آیا وہ رسول ساتھ روشن دلیلون کے تو کہنے لگے یہ سحر ہے

اسی طرح تمام آسمانی کتابون اور انبیا اور مرسلین کے اقوال اور تواریخ اور علما

عقلا کی قابل وثوق شہادتون سے محمد صاحب کے دعوای نبوت کی صداقت بہت خوبی

سے ثابت ہے ع حسود راچہ کنم کو ز خود برنج درست ؂

قولہ صفحہ ۸۹ محمد صاحب نے اپنے بیٹے کی بیوی سے بلا نکاح صحبت کی۔ مسماۃ

زینب زوجۂ زید پسر تبنی خود سے آن حضرت نے بلا نکاح صحبت کی اور جھوٹ بولا کہ

خدا نے آسمان پر میرا نکاح پڑھا ہے اور جبریل گواہ ہے بدی کا قصد ہی نہین کیا

بلکہ کر بھی لی۔

اقول پنڈت جی صاحب تعصب اور جہالت کی پٹی آنکھون سے کھولکر تفاسیر و تواریخ

کو دیکھیے ظاہر ہوگا کہ زید ابن ثابت آنحضرت کے آزاد کردہ غلام کا نام ہے جیسا کہ

شردھے پرکاش جی ہندو مورخ نے حضرت کی سوانحعمری مین لکھا ہے جسکی حرف

بحرف یہ عبارت نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔

اسکے چند روز بعد محمد صاحب نے ہمدردی بنی نوع انسان کا ایک پورا پورا نمونہ نہ

صرف اپنے اہل وطن بلکہ کل دنیا کو کر دکھایا وہ یہ تھا زید ابن ثابت کبھی لڑائی مین

پکڑا گیا اوسکو دشمنون نے اوسکو خدیجہ کے بھتیجے کے ہاتھ فروخت کر دیا بھتیجے نے یہ

غلام اپنی پھوپھی کے نذر کر دیا محمد صاحب نے زید کی حالت پر رحم کھاکر اوسکو خدیجہ سے

مانگ لیا اور آزاد کر دیا زید کے باپ کو اس بات کی کچھ خبر نہ تھی تھوڑے دنون کے بعد

وہ کچھ روپیہ لیکر اسکے رہا کرانے کے لیے آیا محمد صاحب نے کہا یہ آزاد ہے اسکی

مرضی چاہے یہان رہے چاہے آپ کے ساتھ چلا جاوے مگر زید نے باپ کے ساتھ

جانا منظور نہین کیا بلکہ محمد صاحب کے پاس ہی رہنا پسند کیا اور محمد صاحب نے اپنی پھوپی زاد

بہن سے جو نہایت خوبصورت اور اعلی خاندان عرب سے تھی نکاح کروادیا۔ یہ زید کی اصلیت ہی

دوسرے ہر تاریخ دان شخص جانتا ہے کہ محمد صاحب خود صاحب اولاد تھے آپ کو تبنی

بنانیکی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر یہ بھی مان لیا جاوے کہ آنحضرت نے اپنے اخلاق کیوجہ

سے کبھی زید کو فرزند کہا ہو جسکی وجہ سے لوگ زید کو آنحضرت کا پسر خوانده یا تبنیٰ سمجھنے

لگے ہون تو اس لحاظ سے بھی پسر خوانده یا تبنیّ کو پسر صلبی کے حقوق ہرگز حاصل نہین

ہوسکتے۔ اور وہ احکام شریعت جو پسر صلبی سے متعلق ہین اون کا عمل درآمد کسیطرح

پسر خوانده یا تبنیٰ کے ساتھ نہین ہوسکتا صورت واقعہ یہ ہو کہ عرب مین جہان اور رسومات باطلہ رائج ہورہی

تھین وہان ایک بڑا رواج یہ بھی تھا کہ غلام کو خواہ وہ کیسا ہی شریف النسل ہو۔ اور

اتفاقات زمانہ سے دوسری قومون کی غلامی مین آگیا ہو لیکن نہایت حقیر و ذلیل

سمجھتے تھے اسیطرح پسر خوانده یا تبنیٰ کو پسر صلبی کے حقوق عطا کرتے اور اوسکی مان

بہن جورو وغیرہ سے نکاح ناجائز سمجھتے تھے محمد صاحب کا مصلح قوم ہونے کی وجہ سے

فرض منصبی تھا کہ رسومات باطلہ کو مٹائین یا اوس کی اصلاح کرین۔ اسلیے حضرت نے

ان رسومات قبیحہ کو اسطرح مٹایا کہ پہلے زید اپنے آزاد کردہ غلام کا نکاح عرب کے

مشہور اور ممتاز قبیلہ قریش مین اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کے ساتھ کر دیا۔ اوس روز

سے عام طور پر یہ رواج ہوگیا کہ آزاد کردہ غلام اور لونڈیون کا نکاح شریف خاندانون

مین ہونے لگا۔ اور خود بینی اور آزادگی و غلامی کا فرق درمیان سے اوٹھ گیا۔

دوسری نامناسب رسم کو اسطرح مٹایا کہ جب ایک عرصہ دراز کے بعد زینب اور زید مین ان بن ہوگئی اور نوبت طلاق تک پہونچی تو باوجودیکہ اُسوقت زینب کی عمر انتالیس ۳۹ سال کی تھی چہرہ پر ضعیفی کی جھریان نمودار ہوچکی تھین اور حضرت کی عمر اٹھاون سال کی تھی کوئی وقت شادی کا نہ تھا۔ لیکن محض رسومات باطلہ مٹانے کے واسطے آپ نے زید (جسکو لوگ آنحضرت کا پسر خوانده یا تبنّیٰ سمجھتے تھے) کی بیوی زینب سے نکاح کرلیا اور اس طریق عمل سے یہ مذموم رسم بھی عرب سے معدوم ہوگئی یعنی پسر صلبی کے ساتھ جو احکام شریعت وابستہ ہین اونکا عمل درآمد پسر خوانده یا تبنّیٰ کے ساتھ پھر نہین کیا گیا نکاح کا اصلی جزو ایجاب وقبول ہے یعنی طرفین کا راضی ہونا بہت ضروری ہے ظاہر ہی کہ زینب آپکے خاندان کی لڑکی اور اسقدر فرمانبردار تھین کہ صرف حضرت ہی کے کہنے سے دستور ملک کے خلاف ایک غلام کے ساتھ نکاح کرنا منظور کرلیا تھا۔ اب طلاق کے بعد زینب نے دلی خواہش کے ساتھ اپنی عزت افزائی سمجھکر حضرت کی زوجیت مین داخل ہونا پسند کیا پس اس نکاح کے صحیح ہونے مین کیا اعتراض ہوسکتا ہی امام رضا علیہ السلام نے مامون رشید کے درباری مناظرہ مین اس نکاح سے رسومات باطلہ کے مٹ جانے کا حال بیان کرکے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ پروردگار عالم خود تین نکاحون کا متکفل اور مہتمم بالذات ہوا ہے۔ اول تو نکاح آدم باحوا جس سے اشرف المخلوقات کا ظہور اور دنیا مین خدا پرستی کا رواج ہوا دوسرے محمد صاحب کا نکاح زینب کے ساتھ جس سے بندگان خدا کی بہت سی خرابیون کی اصلاح ہوکر

رسومات باطلہ کاسٹ جانا وقوع مین آیا تیسرے علی مرتضی کا نکاح فاطمہ زہرا کے ساتھ جنکی نسل سے دین خدا تا قیامت محفوظ اور قائم رہے گا۔

قولہ صفحہ ۹۰ محمد صاحب نے مسلمانون کو خدا کی عبادت سے روکا طبقۂ اول کے مسلمان زیادہ عبادت کرنا چاہتے تھے محمد صاحب نے اون کو منع کیا ایسا نہو کہ اون کے زیادہ عبادت کرنے کے سبب لوگ اون کی طرف جھک جاوین چنانچہ تفسیر حسینی مین لکھا ہے۔

در اکثر تفاسیر ذکر کردہ اند کہ روزے حضرت رسالت پناہ براے صحابہ وصف قیامت میکرد وازاحوال شمۂ آن روز بار می نمود تنے چند اصحاب کہ صدیق و مرتضی و ابن مسعود و مقداد و ابوذر و سلمان از ایشان بودند در خانۂ عثمان بن مظعون مجتمع شدند و بران اتفاق کردند کہ بقیۃ العمر روزہ بصیام و شب بقیام گذرانند و بر فرش خواب نہ کنند و گوشت و چربی نہ خورند و گرد زنان نہ گردند و ترک دنیا کردہ گلیم پوشیدہ گرد عالم برآیند و برین اتفاق سوگند یاد کردند این خبر بحضرت رسالت پناہ رسیدہ بایشان گفت کہ مین مامور نیستم آنچہ شما فکر کردہ اید بدرستی کہ نفس شمارا بر شما حق ست پس روزہ دارید و افطار کنید و در شب قیام نمائید و بخسپید کہ من پیغمبرم و خواب میکنم و روزہ می دارم و افطار می نمایم و گوشت و چربی مے خورم و بزنان می آیم و این آیت نازل شد یاایہا الذین امنو۔ سورہ مائدہ

اقول پنڈت جی صاحب خود آپ ہی کی پیش کردہ عبارت سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے مسلمانون کو عبادت سے منع نہین کیا بلکہ۔ رہبانیت پھیل جانے کے لحاظ سے ہونکے غلط خیال کی اصلاح کردی حضرت کا یہ فرمانا کہ روزہ دارید و افطار کنید و در شب قیام نمائید

دلچسپید۔ ہرگز قطعی ممانعت کو ظاہر نہین کرتا بلکہ اس سے محبت بھری اصلاح کا سبق حاصل

ہوتا ہے اگر حضرت صائمین کو افطار کی اور رات بھر جاگنے والون کو تھوڑی دیر سونے

کی ہدایت نہ کرتے تو ضرور اون کی صحت خراب ہو جاتی اور تھوڑے ہی دنون بعد صوم

وقیام دوبھر ہو جاتا اس اصلاح سے دائمی عبادت کا لطف حاصل ہوا۔

قولہ صفحہ ۹۰ محمد صاحب کے کلام مین ۱۵ سے ۱۴ غلطیان ہین چنانچہ محدث بخاری

نے ملک ملک پھر کر چھ لاکھ حدیثین جمع کین پھر در پے امتحان ہوا تو آخر کار ۵۹۶۰۰۰

حدیثین بے اصل ٹھیرا کر فقط چالیس ہزار حدیث قبول کین۔ مشکوٰۃ مین لکھا ہے

بہ ثبوت پیوستہ کہ بخاری گفتہ من صحیح جامع خود را از ششصد ہزار تخریج نمودہ ام۔

جلد اول صفحہ ۱۱ ابو داؤد نے پانچ لاکھ جمع کین اون مین سے بقول بعضی چار ہزار

آٹھ سو اور بقول بعضی چار ہزار قابل اعتبار گردانگر باقی رد کر دین پس صاف ظاہر

ہے کہ بخاری وغیرہ نے کل احادیث کا جائزہ لے کر اون کے پندرہ حصے قرار دیکر

۱۴ حصے مردود اور ایک حصہ معقول ٹھیرایا۔

اقول۔ پنڈت جی صاحب حضرت کی یہ پیشین گوئی بھی داخل اعجاز ہی آپ نے

فرمادیا تھا کہ میرے بعد طالبان دنیا احادیث بناوینگے لیکن طالبان حق کو لازم ہے

کہ میری حدیثون کو احکام قرآنی سے مطابق کرلین اگر خلاف ہون تو پہچان لین

کہ وہ غیر کی بنائی ہوئی ہین اسی معیار کے مطابق محدث بخاری وغیرہ نے اگر موضوعہ

احادیث کو کلام نبوی سے علحدہ کر دیا تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

منگھڑت احادیث کی طرفداری کرنا اور بنائی ہوئی حدیثون کو کلام نبوی ظاہر کرکے مغالطہ دینا بیجا تعصب ہے۔

قولہ صفحہ نمبر ۱۱ محمد صاحب کی زندگی کے خاص حالات محمد صاحب جسمانی آدمی تھے۔ اسلام کی ایک مشہور تاریخ مین لکھا ہے کہ حاطب نام ایلچی نے جسکو محمد صاحب نے شاہ مصر کے پاس بھیجا تھا حضرت کا یہ حلیہ بیان کیا دیکھتے ہین آپ آئینہ کو۔ اور برابر کرتے ہین اور لٹکاتے ہین موہاے مبارک کو کنگھی سے اور نہین جدا ہوتی ہین آپ سے یہ چیزین سفر مین نہ حضر مین اور دیکھا مین نے آپ کو کہ زینت اور آراستگی کرتے ہین آپ واسطے ملاقات اپنے ساتھیون کے سواے زینت اور آراستگی کے واسطے اپنے اہل کے دیکھو فتوح المصر اردو صفحہ ۴۲ نو لکشور۔

اقول پنڈت جی صاحب اہل اسلام کا یہ کب دعوی ہے کہ آپ جسمانی آدمی نہ تھے آپ کے جسمانی ہونے پر قرآن شاہد ہے۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحىٰ اِلَیَّ ترجمہ بجز اسکے اور کچھ نہین کہ مین بھی ایک بشر ہون مثل تمھارے (فرق یہ ہے) کہ وحی نازل ہوتی ہے طرف میرے۔ ہان اسمین شک نہین کہ آپ کمالِ روحانیت کی وجہ سے خیرالبشر ہین کنگھی اور مسواک وغیرہ کا استعمال کسی مذہب وملت کسی شاستر اور شریعت مین عقلاً و رواجاً ممنوع نہین ہے آپکی پیش کردہ عبارت سے ظاہر ہے کہ آن حضرت اپنے دوستون کی ملاقات کے لیے زینت فرماتے تھے یہ بات تو عقلا کے نزدیک نہایت مستحسن ہے کہ جب ان کا دوست ان سے ملنے آوے تو اپنے آپ کو اور اپنے مکان کو آراستہ کرین

یہ بھی حضرت کی ایک اخلاقی تعلیم تھی جسکو عقلاے زمانہ انسانی فرائض سے سمجھتے ہین

قولہ صفحہ ۱۱۱ نظر بد سے ڈراکرتے تھے چنانچہ حدیث مین لکھا ہے لوکان شئی سابق

(علیٰ) القدر لسبقتہ (لسبقت) العین ترجمہ - اگر کوئی چیز غالب ہوتی تقدیر پر

(سبقت کرتی اوپر تقدیر کے) تو نظر بد غالب ہوتی (تو آنکھ سبقت کرتی) جامہ ترمذی

مرتضوی دہلی صفحہ ۲۹ -

اقول پنڈت جی صاحب ماسوا اسکے کہ یہ حدیث احادیث معتبرہ سے نہین ہے نیز

آپ نے اپنی عادت کے موافق اصل عبارت اور ترجمہ کو بھی غلط لکھکر مغالطہ دیا ہے -

بانیمہ پھر بھی اس حدیث سے آپ کا مطلب نہین نکل سکتا اس لیے کہ یہ حدیث بطور

تعلیق محال بالمحال کے ہے یعنی اس فقرے سے (کہ اگر کوئی چیز سبقت کرتی اوپر تقدیر

کے) ثابت ہی کہ ہرگز کوئی شئے سبقت نہین کرسکتی ہے اوپر تقدیر کے اور تمام امور

تابع تقدیر ہین اور نظر بد وغیرہ کا خیال کرنا فضول ہے اسلیے کہ تقدیر سب پر مقدم ہے

اسکی مثال یہ ہے جسطرح کہا جاوے کہ اگر ستارون تک ہاتھ پہونچتا تو ہاتھ اونپر سبقت کرتا

اِس کا مطلب یہ نہین ہو سکتا کہ ہاتھ ستارون پر غالب ہو سکتا ہے بلکہ اصل مطلب

یہ ہوگا کہ ستارہ اسقدر بلند تر ہین کہ وہ ہر ایک کے دسترس سے محفوظ ہین اور کسی کا

ہاتھ اون تک پہونچ نہین سکتا - الحاصل حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ تقدیر کو ہر چیز پر

فوقیت اور سبقت حاصل ہے - اور اگر کوئی شئے ہوتی (در ان حالیکہ کوئی شئے نہین ہی)

مقابلہ کرنے والی تقدیر سے تو نظر بد ہوتی یعنی بداندیش اور بدبین کے مضرت رسان

ارادون اور تدبیرون کو اگر تقدیر نہ روکے تو چشم زخم سے بچنا دشوار ہو جاوے۔

قولہ صفحہ ۱۱۱ جادو ٹونہ کے قائل تھے اور اس سے سخت ڈرتے تھے حدیث مین ہی کہ لبید ابن عاصم یہودی نے محمد صاحب پر جادو کیا جس سبب سے چھ ماہ بیمار رہے۔

اقول پنڈت جی صاحب جس شخص نے تمام زمانہ کے ساحرین و مشرکین کو اپنی مخالفت پر اُبھار کر نیچا دکھایا ہو اوسکا سحر سے ڈرنا اور اوسپر سحر کا اثر ہونا کس قدر غلط خیال ہی ساحرین نے ضرور اپنا جادو چلایا اور مخالفین نے تمام عمر حضرت کے قتل کی تدبیرین کین مگر کبھی آپ کا بال بیکا نہ کر سکے ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔

قولہ صفحہ ۱۱۲ محمد صاحب متقی اور پرہیزگار نہ تھے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہین۔ بدانکہ دوست ترین چیزی بحضرت رسالت پناہ از امور دنیا زنان بودند۔ دبوی خوش وگفتہ اند کہ در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفل وی را کرامت شدہ بود لاجرم مباح شد اورا چندان کہ خواہد آن در نکاح خود آورد۔

اقول پنڈت جی صاحب کیا جو شخص جائز طور پر اپنی عورات کے پاس جاوے وہ متقی نہین ہے۔ اور جو نیوگ کی غرض سے غیر کی عورت کے پاس جاوے وہ متقی ہے ع برین فہم و دانش بباید گریست۔ تعدد ازواج کے متعلق صفحہ ۶۹ ملاحظہ ہو۔ تواریخ دیکھیو اوس شخص سے زیادہ اور کون متقی ہو سکتا ہے جس نے شاہی اقتدار حاصل ہونے پر اپنی عمر کا حصہ نہایت سادگی سے بسر کیا۔ عمر بھر صایم الدہر اور قایم اللیل رہا کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھایا دوسرون کی راحت کو اپنے آرام پر مقدم سمجھا غیرون کی بہبودی کے لیے

اپنے آپ کو تکالیف مین ڈالدیا تمام عمر مرضی الٰہی کے خلاف کوئی کام نہین کیا آٹھ برس کی عمر سے غار حرہ مین مصروفِ عبادت اور خوف الٰہی سے خاشع وخاضع رہا کبھی دنیا و لذات دنیا کی طرف نظر رغبت سے نہ دیکھا تین تین روز تک گرسنہ رہکر پیٹ پر پتھر باندھکر بندگان خدا کے بگڑے ہوے کامون کو بنایا۔ برسون کے گمراہون کو آنِ واحد مین توحیدِ الٰہی کا سیدھا راستہ دکھایا

ع زمانہ مین پھیلائی توحید مطلق ✤ لگی آنے گھر گھر سے آوازِ حق حق ✤۔

قولہ صفحہ ۱۱۳ جب محمد صاحب بوڑھے ہو گئے اور اون کے قواے جسمانی ساری ہارگئی

تب یہ آیت نازل کرائی سورہ احزاب لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ترجمہ نہین حلال واسطے تیرے بعد اسکے اور نہ یہ کہ بدل ڈالے تو اون سے اور بیبیاں اگرچہ خوش آگے (متعجب کرے) تجکو حسن اونکا مگر جنکے مالک ہو گئے داہنے ہاتھ تیرے۔ از ترجمہ امام المحدثین شاہ رفیع الدین

اقول۔ پنڈت جی صاحب اس آیت پر اعتراض کرنا صریح ہٹ دھرمی سے ہے نہایت صاف حکم ہے کہ ازواج موجودہ کے علاوہ اور بیبیاں کرنے کی اجازت نہین اور موجودہ ازواج مین سے کسیکو طلاق دے کر بجاے اوسکے دوسری عورت سے اگرچہ وہ کیسی ہی حسین ہو آیندہ نکاح کرنا جائز نہین۔ اب ذرا تفاسیر وتواریخ کو دیکھیے صورت واقعہ یہ ہے کہ مثل سودہ بنت زمعہ وغیرہ کے اور بھی چند خوش اعتقاد بڑھیا عورتون نے یہ خواہش کی تھی کہ اون کو حضرت کی زوجیت کا شرف حاصل ہو جاوے اور اون کا اصرار اسقدر زیادہ ہوتا تھا کہ آخرش اون کے اسلامی حقوق اور انبیاء سابقین کے نظیر کیوجہ سے

انکار کرنا مشکل ہو جاتا تھا- چنانچہ اسی طرح حفصہ بنت عمر صاحب اور جویریہ بنت حارث سے نکاح اون کے والدین کے اصرار سے- اور سودہ بنت زمعہ اور میمونہ وغیرہ کے ساتھ نکاح خود اون کے اصرار سے چار و ناچار حضرت کو کرنا پڑا- بعض عورات کی طرف سے یہ اصرار ہوتا تھا کہ ہمکو ضعیفی کی وجہ سے شادی کی اور کوئی خواہش نہین ہے صرف یہ چاہتے ہین کہ حضرت کی زوجیت کا شرف دنیا مین حاصل ہو کر عقبیٰ مین عزت افزائی کا ذریعہ ہووے اور جب حضرتؐ کی طرف سے عذر ہوتا تھا تو وہ یہ پہلو اصرار کا اختیار کرتی تھین کہ آپ کے نکاح مین جو اور بڑھیا بیبیان ہین اون کو زوجیت کا شرف حاصل ہو چکا ہے اسلیے اب اون کو طلاق دے کر آزاد کر دیجیے اور بجاے اون کے ہمکو زوجیت کا شرف عطا ہووے لیکن ایسا کرنا بھی حضرت کے اخلاق سے بہت بعید تھا کیونکہ آپ طلاق کو بہت مکروہ سمجھتے تھے- عجب کشمکش مین جان تھی خالق کی ذات اپنے بندون پر نہایت مہربان ہے اوسنے حضرت کا حال دل معلوم کرکے اس آیت مین آئندہ اور ازدواج کرنے یا ازواج موجودہ کو طلاق دے کر دوسری بیبیان بدلنے کی ممانعت کر دی اس حکم کا یہ فائدہ ہوا کہ اب کسی کو اصرار کرنے کا موقع باقی نہین رہا- تواریخ شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی نکاح ایسا نہین کیا جس مین بندگان خدا کی اصلاح اور بہبودی ملحوظ و مقصود نہ ہو پہلی شادی آپ نے خدیجہ بنت خویلد سے کی جو ضعیف العمر اور چالیس سال کی تھین اور حضرت کی شروع جوانی کا زمانہ تھا پچیس سال کی عمر مبارک تھی- اس مین یہ مصلحت

ملحوظ تھی کہ بیوہ عورتون کا نکاح معیوب نہ سمجھا جاوے اور سن رسیدہ عورتون کے ساتھ

نوجوان مردون کا نکاح نامناسب خیال کیا جاوے بعد خدیجہ کے بمقتضاے وقت و

ضرورت جو نکاح کیے گئے وہ دو مصلحتون سے خالی نہ تھے اول تو بعض عورات کے

ساتھ نکاح کرنے سے اونکے اہل قبیلہ کی مخالفت بہت کم ہو گئی اور اسلام پھیلانے مین

کافی کامیابی ہوئی دوسری یہ مصلحت تھی کہ رسومات باطلہ کا مٹانا آنحضرت کا فرض منصبی تھا

اسلیے بعض نکاح محض اسی لحاظ سے کیے گیے جن مین رواسم جاہلیت کی عملی طریقہ

سے اصلاح کی گئی اور رسومات باطلہ عرب سے مٹ گئین۔

قولہ صفحہ ۱۱۵ بت پرستی کا دلی منشا قریش بآن حضرت گفتند کہ نمی گذاریم ترا کہ استلام

حجر کنی تا وقتیکہ مس کنی بتان مارا واگرچہ بسر انگشت باشد آنحضرت را از غایت شوق کہ

بطواف حرم داشت درخاطر مبارک خطور کرد کہ چہ شود اگر چنین کنم تفسیر حسینی جلد ۱

اقول پنڈت جی صاحب آپ نے جس عبارت کو پیش کیا ہے اس سے قریش کی

جاہلانہ شدت وعداوت ثابت ہونے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہین نکل سکتا اور قریش

کے دشمنی کی صرف یہی وجہ تھی کہ حضرت بت پرستی کو دنیا سے مٹا رہے تھے جس شخص

نے تمام عرب کے بتخانون کا نام ونشان مٹایا بتون کو توڑ کر نیست ونابود کر دیا۔

بت پرستون کو کلمہ توحید سے خدا پرست بنا دیا اوسکا دلی منشا بت پرستی کی طرف

ظاہر کرنا کسقدر غلط بیانی ہے۔

قولہ صفحہ ۱۱۵ محمد صاحب کی زندگی کے آخری حالات سورہ مائدہ واللہ یعصمک

مِنَ النَّاسِ - یعنے ای محمد اللہ تیری حفاظت کرے گا اور دشمنون کے شر سے تجکو محفوظ رکھے گا مگر تفاسیر اور احادیث سے اسکے خلاف ہونا پایا جاتا ہے تاریخ ابو الفدا مین ہے اھدت الی النبی زینب بنت الحارث الیھودیہ شاتا مسموما الخ ترجمہ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ وہ لقمہ زہر آلودہ جو یہودیہ نے بکری کے دست کی گوشت مین بھیجا تھا اور مین نے اوس مین سے خیبر مین کھایا تھا اوس سے مین ہمیشہ تکلیف پاتا ہون یہان تک کہ میری رگ جان بسبب اوس زہر کے کٹ گئی تاریخ انبیا صفحہ ۳۶۲ و ۳۶۳

اقول پنڈت جی صاحب آپ ہی کے اعتراض سے قرآن کا الہامی کلام ہونا ثابت ہے وعدہ حفاظت کی پیشین گوئی جسطرح صادق ہوئی ظاہر ہے یعنے مذہبی مخالفت کی وجہ سے تمام مشرکین عرب نے عمر بھر لگاتار اور انتھک کوششون سے حضرت کو قتل کرنا چاہا مگر بال بیکا نہ کر سکے خیبر مین یہودیہ نے زہر قاتل کھانے مین ملاکر کھلایا لیکن اوسوقت وعدہ حفاظت کی وجہ سے زہر کا اثر نہوا اور ہنگام رحلت اوسی زہر کے پوشیدہ اثر نے پھر عود کیا جس سے مرتبہ شہادت کے بھی حاصل ہونے مین کسیطرح کی کمی باقی نرہی

قولہ صفحہ ۱۱۳ پیغمبر بننے کے واسطے سب طرح کے حیلے کرنے کو تیار تھے لکھا ہے یہود را از اقامت آنحضرت در مدینہ حسد آمد گفتند اے ابو القاسم مقام انبیاے پیشین زمین شام بودہ واگر تو پیغمبری وخواہی کہ ترا تصدیق کنیم باید کہ بشام روی وآنجا ساکن شوی آنحضرت عزم سفر شام مصمم فرمود تفسیر حسینی جلد ۱

اقول پنڈت جی صاحب یہود کا حسد تو ظاہر ہے لیکن آپکا حسد کیا کم ہے جو بے نفسون اعتراض کرنا

اور مغالطہ دینا کسقدر بیجا تعصب ہے۔ ظاہر ہے کہ رسول تمام عالم کی ہدایت کے لیے ماموں
ہوتا ہے۔ شام و روم عراق و حجاز سب مقامات پر دین حق کا پھیلانا اوس کا فرض منصبی
ہے۔ یہود کے اس وعدہ پر کہ ہم توحید الٰہی کے دین مین داخل ہو جاوین گے اگر آپنے
شام جانے کا قصد کیا ہو تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

قولہ صفحہ ۱۱۶ محمد صاحب آخری وقت بہت دکھی ہو کر فوت ہوئے چنانچہ حدیث
مین ہے کہ جب آخری وقت محمد صاحب سے جبریل نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے
قال اجدنی یا جبرئیل مغموما الخ ترجمہ کہا آنحضرت نے پاتا ہون مین اپنے آپکو
اے جبرئیل غمگین اور پاتا ہون اپنے آپ کو اندوہگین اوس کے بعد پھر جبرئیل آیا
دوسرے دن پس کہا اوسکو وہی سخن جو پہلے روز کہا تھا مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۲۸۹ فصل ۳

اقول پنڈت جی صاحب جس تارک الدنیا اور خدا رسیدہ شخص نے دنیاے فانی کو ہمیشہ
ہیچ اور ناچیز سمجھا ہو اوس کا مغموم ہونا کسی دنیوی خواہش کی وجہ سے نہین ہو سکتا
کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے تارک الدنیا ہے آنحضرت کو اہل اسلام کے ساتھ ایک
روحانی محبت اور دلی ہمدردی تھی ہر وقت اونکی بہبودی کا خیال مدنظر تھا چنانچہ
وقت رحلت بھی جبریل سے یہی کہا کہ مجکو اسلام اور اہل اسلام کی نسبت کوئی
ایسا مژدہ سناؤ کہ جس سے اون بیکسون کا غم جسنے مجکو مغموم بنا رکھا ہے کم ہو جاوے
اور جبکہ جبریل نے جناب احدیت کی طرف سے تا قیامت بقاے اسلام کی خوشخبری
اور اہل اسلام کی بخشش کا مژدہ سنایا تو حضرت کی وہ دلی کلفت جو اسلامی ہمدردی کیوجہ سے تھی

دور ہو گئی اور آپ نے نہایت مسرت اور اطمینان کے ساتھ دربار الٰہی کی طرف کوچ کیا

اور مسلمانون کے حق مین دعاے خیر کرتے ہوے جنت کا راستہ لیا - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قولہ صفحہ ۱۱۷ محمد صاحب اپنی قبر پوجوانی چاہتے تھے حدیث مین ہے من زار قبری

بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے بعد مرنے

میری کے گویا اوسنے میری زیارت کی حالت حیات مین لا یدخل النار من زارنی

دوزخ مین نہ جائیگا وہ جس نے مجھے دیکھا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جو کوئی

میری قبر کی زیارت کرے اوس کے لیے واجب ہوئی شفاعت تاریخ انبیا صفحہ ۲۷۵ شرح وقایہ

اردو جلد اول صفحہ ۴۷۰ وعقائد الاسلام صفحہ ۲۲۰

اقول پنڈت جی صاحب زیارت اور پرستش مین زمین آسمان کا فرق ہے زیارت ہمیشہ

اوس دیکھنے کو کہتے ہین جس مین مرتبت شناسی ملحوظ ہو آنحضرت کے ارشاد کا مقصود یہی

ہے کہ جس شخص نے چشم بصیرت سے میری مرتبت شناسی کی بعد میرے اوسکو وہی مرتبہ

حاصل ہے جو میرے سامنے اقرار رسالت اور مرتبت شناسی پر حاصل ہوتا - اور فی الحقیقت

چشم بصیرت ہی سے زیارت کرنے کی ضرورت ہے ورنہ یون تو تمام مشرکین و منافقین

دن رات حضرت کو دیکھا کرتے تھے کیا اون کو اس زیارت کا کچھ فائدہ پہونچ سکتا ہے

ہرگز نہین - احادیث معتبرہ شاہد ہین کہ محمد صاحب نے ایام جاہلیت کی رسم قبر پرستی کو

بالکل مٹا کر عام طور پر ہر ایک قبر اور خاص طور پر اپنے قبر کی نسبت فرمایا ہے لا تتخذو ۔۔ صنما

حالی نے ان احادیث کا ترجمہ نظم کیا ہے **نظم**

بنا نا نہ تربت کو میرے صنم تم | نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہین بندہ ہونے مین کچھ مجھسے کم تم | کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی

کہ بندہ بھی ہون اوسکا اور ایلچی بھی

یہ بات ضرور قابل تسلیم ہے۔ کہ قبور کی طرف نظر کرنے سے ایک خاص حسرت وعبرت بےثباتی دنیا اپنے مال کار اور فکر آخرت کا سبق حاصل ہوتا ہو اس تصور سے بہت کچھ تصفیۂ باطن کی امید ہوسکتی اسی لیے مقابر مومنین کی طرف گذر کرنا اور اون کے حق مین خدا سے دعاے مغفرت کا طالب ہونا مستحب قرار دیا گیا۔ اسکو پرستش سے تعبیر کرنا سخت ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب ہے۔

اب شرک پرستی کا طرز عمل ملاحظہ ہو جسمین تمام تابعین وید مبتلا اور منہمک ہین مثلاً ہر روز آریہ صاحبان اگنی دیوتا کو پوجنے کے لیے ایک خاص مقام پر کیلے کے تیون کا مندر بنا کر گوبر سے لیپتے اور برہمن کے گھر سے آگ منگوا کر سادھو سے جلواتے اور اگنی دیوتا کی تعریف مین وید کے نہایت مبالغہ امیز منتر پڑھکر دلی آرزو بر لانے کی التجا کرتے پھر لڈو پیڑے گھی شکر میوہ جات اور موہن بھوگ وغیرہ آگ مین ڈالکر اگنی دیوتا کے سامنے ہاتھ جوڑتے اور آگ کو اپنے مشرکانہ کلمات سے خوش کرتے اور ویدی منتر پڑھکر سراہتے ہین۔ جیسا کہ فصل اول مین مفصل مذکور ہو چکا۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

فصل دوم

پیمبر اسلام کی زندگی کے مختصر حالات ایک ہندو مورخ شری دیوی پرکاش دیوجی صاحب برامھو دھرم کی تاریخ موسوم بہ سوانحمری محمد صاحب سے ماخوذ اور نقل کیے گئے ہین اور بالکل اصل کتاب کا خاکہ اُتار اگیا ہے

جناب رسالتمآب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ملک عرب کی سرزمین پر وحشیانہ اطوار فسق وفجور فتنہ وفساد شرابخواری وزناکاری لڑکیون کو زندہ درگور کر دینے اور کثرت ازدواج وغیرہ کا بہت رواج تھا۔ اگرچہ پہلے سے اہل عرب ایک خدا کو مانتے چلے آئے تھے مگر آنحضرت کے زمانہ مین قریب قریب سب بت پرستی مین مبتلا تھے اور تمام خطہ عرب تاریکی مین گھرا ہوا تھا بعض بعض مقامات پر مذہبی میلے بھی ہوتے جس مین اہل کمال اپنے جوہر دکھلاتے تھے سب سے بڑا میلہ کعبہ کا ہوتا تھا اور اہل عرب نے اس کو اپنا ممتاز بتخانہ بنا رکھا تھا نظم

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا ۔۔۔ خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا ۔۔۔ کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدا کا
وہ اک بت پرستون کا تیرتھ بنا تھا
جہان تین سو ساٹھ بت پج رہا تھا

تمام قبائل عرب مین قبیلہ قریش سب سے ممتاز تھا اور ان مین سے بھی بلحاظ حسب ونسب اور جاہ وحشمت کے بنی ہاشم کا خاص طور پر اعزاز کیا جاتا تھا۔ بنی ہاشم سردار عرب ہونیکی وجہ سے

شریف مکہ کے ممتاز اور موروثی عہدہ پر مامور چلے آتے تھے۔

حضرت محمد صاحب بنی ہاشم مین پیدا ہوے آپ کے باپ کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم تھا حضرت عبد اللہ نے چوبیس سال کی عمر مین آمنہ خاتون بنت وہب سے شادی کی اوسی زمانہ مین سفر شام پیش آیا ہنگام واپسی اثنائے راہ مین رحلت کی اور پیارے فرزند کے دیکھنے کی تمنا دل ہی مین لے گئے۔ حضرت محمد صاحب ۷ ربیع الاول روز جمعہ اور بروایتے ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۹ اگست سنہ ۵۷۰ء کو مکہ مین پیدا ہوے بزرگ خاندان حضرت عبد المطلب ولادت کی خبر سنکر شادان وفرحان گھر مین آئے اور بچے کو گود مین لیجا کر طواف خانہ کعبہ کرایا۔ ساتوین روز دستور ملک کے مطابق تمام قبیلہ کی دعوت کی اور بڑی خوشی سے جشن منایا سب کے سامنے بچے کا نام محمد رکھا گیا اور بروایتے آپکی مان نے احمد نام رکھا۔ اوسوقت عرب مین یہ دستور تھا کہ اپنے بچون کو شریف خاندان کی دیہاتی اناؤن کے سپرد کر دیا کرتے تھے چنانچہ حضرت کو بھی قبیلہ بنی سعد کی ایک نیک عورت حلیمہ خاتون کے سپرد کر دیا۔ وہ ہر چھے مہینے کے بعد آپکو والدہ اور دادا سے ملانے کے واسطے لاتی تھی۔ حسب دستور دو برس کے بعد جب دودھ بڑھایا گیا تو حلیمہ حضرت کو لائی آپ کی صحت بہت اچھی تھی اس لیے دانشمند نان نے یہ خیال کر کے کہ وہان کی آب وہوا بچے کے موافق ہے کہین یہان صحت مین فرق نہ آجائے حلیمہ سے کہا کہ تو اسکو ابھی اپنے ہی پاس بحفاظت رکھ جب ہوشیار ہو گا ہم منگوائین گے اس بات سے آمنہ خاتون کی دور اندیشی اور متانت کا پتہ

چلتا ہے کہ اون کو اپنے بچے کی حفظان صحت اور آب وہوا کی صفائی کا کسقدر خیال تھا
یہ بات عام عورات مین ہرگز پائی نہین جاتی۔ مزید بران یہ کہ اہل قریش کی فصاحت
وبلاغت ضرب المثل تھی اور قبیلۂ بنی سعد بالکل دیہاتی اور گنواری بولی بولنے والے
تھے آمنہ خاتون کو اس بات کا قلق ضرور تھا کہ میرے بچے کے کان سب سے پہلے گنواری
زبان سے مانوس اور آشنا ہونگے لیکن جسطرح حفظان صحت کے خیال سے جدائی کا
صدمہ برداشت کیا اسیطرح اس رنج کو بھی خوشی سے سہا۔ اور اس معاملہ مین مصلحت آلٰہی
یہ تھی کہ وہ شخص جو فصاحت کا معجزہ پیش کرنے والا ہو وہ اسطرح چرواہون مین پلے
جب حضرت کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ اونھین اپنے ہمراہ مدینہ لے گئین
اور مدینہ سے واپس آتے ہوے موضع ابوا مین قضا کی اس بیکسی مین حضرت
عبدالمطلب نے یتیم پوتے کی پرورش اور سرپرستی اختیار کی آٹھ برس کی عمر مین وہ بھی
ساتھ چھوڑکر چل بسے آپ کے حقیقی چچا ابوطالب کفیل ہوے۔
جس شخص نے باپ کے محبت آمیز کلمات نہ سنے ہون اور ماں کی من موہنی محبت سے
محروم ہوگیا ہو وہی یتیمون کے کمہلائے ہوے دلون کی حالت اور لاوارثون کی
بیکسی اور مظلومیت کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان مصیبتون کے ڈالنے سے
یہ بھی منظور تھا کہ حضرت کے مزاج مین اعلیٰ درجہ کا حلم اور صبر اور رحم پیدا ہوجاوے
اور اس ہمدردی بردباری اور غمخواری سے اپنے ہم وطنون کو چاہِ گمراہی سے نکالین
ان سب واقعات نے حضرت مین سوچ اور بچار کی وہ عادت پیدا کردی تھی کہ

کہ معمولی آدمیون مین اوس کا پایا جانا ناممکن ہے آپکی عادت تھی آٹھ برس ہی کی عمر سے باہر پہاڑون اور بیابانون مین اکیلے پھرا کرتے اور صحیفۂ فطرت یعنی نیچر کا سبق پڑھا کرتے تھے ایک سنسان غار مین جو غار حرا کے نام سے موسوم ہے جاکر اپنے وقت کا بہت سا حصہ صرف کیا کرتے تھے۔ حضرت ابی طالب نے یتیم بھتیجے کو بہت شفقت اور محبت سے پالا اور محمد صاحب کو بھی اونسے ایسی محبت ہو گئی تھی کہ زیادہ دیر تک ایک کو دوسرے سے جدا رہنا ناگوار تھا۔ ابھی حضرت کو بارھوان سال تھا کہ ابوطالب کو سفر شام پیش آیا جب آپ کو خبر ہوئی چچا کے گھٹنون سے لپٹ کر اسقدر اصرار کیا کہ ابوطالب نے ہمراہ لیجانے کے سوا چارہ نہ دیکھا جب قافلہ سفر کرتا ہوا حوالی بصرہ مین پہونچا تو بحیرہ نامی راہب نے حضرت سے ہمکلام ہو کر ذہانت و متانت خوش بیانی اور صداقت کے آثار و علامات مشاہدہ کر کے ابوطالب کو خبر دی کہ یہ وہی شخص ہے جسکی خبر مسیح ابن مریم نے دی ہے بیشک یہ خدا کا رسول ہوگا یہودیون سے اسکی حفاظت بہت ضروری ہے ابوطالب نے اُس روز سے خاص اہتمام حفاظت کا کیا اس سفر مین عجائبات قدرت کے نظارہ سے آپ بہت محظوظ ہوے۔ تھوڑے دنون بعد قبیلۂ قریش اور بنی ہوازن مین لڑائی شروع ہو گئی یہ جنگ حرب الفجار کے نام سے موسوم ہے اُس وقت حضرت کی عمر چودہ سال کی تھی آپ بھی اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ دو لڑائیون مین شریک ہوے۔ حضرت محمد صاحب نے بیس اور پچیس سال کے درمیان بقصد تجارت اطراف یمن وغیرہ کی طرف سفر کیے جس سے آپکی اعلیٰ دیانت داری اور

راستبازی ثابت ہوکر لوگ آپ کو صادق اور امین کہنے لگے۔

ان ایام مین خدیجہ خاتون نے جو ایک ممتاز قبیلہ کی شریف بیوہ عورت تھین۔ اور پچھلے شوہر سے بہت مال رکھتی تھین ایک کارندہ رکھنا چاہا۔ حضرت کو طلب کرکے کہا بجاے معمولی تنخواہ کے دوگنی تنخواہ دونگی اور تمام ملازمین پر آپ کا حکم جاری ہوگا۔ آپنے حضرت ابی طالب کے مشورہ سے اس کام کو منظور کرکے یمن کا سفر کیا اور بہت معقول نفع کما کر لائے خدیجہ اسقدر خوش ہوئین کہ شادی کا پیغام دیا اوس وقت خدیجہ کی عمر چالیس سال اور حضرت کی عمر پچیس ۲۵ سال کی تھی نہایت خوشی اور باہمی رضامندی سے دونون کی شادی ہوگئی۔ آپ کے عقد کی خبر سنکر حلیمہ دائی بھی آئی اور خدیجہ نے بپاس خاطر آنحضرت چالیس بھیڑین دین وہ بہت خوش ہوئی اور لیکر اپنے گھر چلی گئی۔ خدیجہ سے عقد کرنے کے بعد آپنے اہل وطن کے بہبود کی طرف توجہ کی سب سے پہلے اوس قدیم عہد کو پھر زندہ کیا کہ حدود مکہ کے اندر ایک دوسرے پر ظلم نہین کر سکتا۔ چند روز بعد عثمان ابن حارث نے جو عیسائی ہوگیا تھا اپنے اہل وطن اور قوم کے ساتھ دغا بازی کرکے مکہ کو اہل یونان کے سپرد کرنے کی کوشش کی تھی مگر حضرت نے اس معاملہ مین ایسے تن من دھن سے کوشش کی کہ اپنے اہل وطن کو غیر قوم کی غلامی سے بچالیا یہ واقعہ تواریخ عرب مین خاص وقعت رکھتا ہے۔

جب حضرت کی عمر پینتیس ۳۵ سال کی ہوئی تو اہل مکہ مین سنگ اسود کے اٹھانے پر سخت جھگڑا ہو اسکا واقعہ یون ہے کہ آگ لگ جانے سے کعبہ کے در و دیوار منہدم ہوگئے

اور حضرت ابراہیم کا معبد گر گیا اہل مکہ نے از سر نو تعمیر کرنا چاہا سنگ اسود کو (جو حضرت
ابراہیم کا نشان معبد ہونے کی وجہ سے مقدس سمجھا جاتا تھا) ہر شخص اپنا اعزاز سمجھکر اُٹھانا
چاہتا تھا تکرار زیادہ بڑھ چکی تھی کہ اتفاق سے حضرت بھی تشریف فرما ہوئے وہ سب
آپکی صداقت وامانت ذہانت ومتانت کے قائل تھے اسلیے آپ ہی کو منصف
اور حکم قرار دیا حضرت نے ایسا فیصلہ کیا جو بہت زیادہ قابل قدر ہے یعنی ایک چادر
مین سنگ اسود کو رکھکر حکم دیا کہ ہر قبیلہ کا سردار گوشہ ردا کو تھامکر اوسکے مقام تک بلند
کرے اور پھر سب کی طرف سے آپ نے مختار بن کر دیوار کعبہ مین نصب کر دیا۔ اس
فیصلہ سے سب بہت مشکور ہوے اور فساد برطرف ہو گیا۔

اس کے چند روز بعد ہی زید ابن ثابت کسی لڑائی مین پکڑا گیا اوس کے دشمنون نے
اوس کو خدیجہ کے بھتیجے کے ہاتھ فروخت کر دیا بھتیجے نے یہ غلام اپنی پھوپھی کے نذر کیا
حضرت نے زید کی حالت پر رحم کھاکر اوسکو خدیجہ سے مانگ لیا اور آزاد کر دیا زید کے
باپ کو اس بات کی کچھ خبر تھی تھوڑے دنون کے بعد وہ کچھ روپیہ لے کر اوس کے
آزاد کرانے کو آیا تو آپنے کہا کہ اسکو مین خود آزاد کر چکا ہون چاہے یہان رہے
چاہے آپ کے ساتھ چلا جاوے مگر زید نے باپ کے ساتھ جانا پسند نہین کیا۔ اور
حضرت ہی کی خدمت مین رہے آپ نے اپنی پھوپی زاد بہن سے جو نہایت خوبصورت
اور اعلی خاندان عرب سے تھین زید کا نکاح کر دیا۔ اس مین یہ مصلحت ملحوظ تھی کہ آیندہ
سے لوگ ایسے غلامون کو جو اتفاقات زمانہ سے زمرہ غلامی مین داخل ہو گئے ہون

اور قوم کو شریف ہون حقیر نہ سمجھین۔

حضرت محمد صاحب کا دل ہر وقت اہل وطن کی ضلالت اور تاریکی جہالت سے کڑھتا تھا آپ ہمیشہ اون کی رہنمائی کے واسطے خدا سے دعا مانگتے تھے آپکا معمول تھا کہ رمضان کا مہینہ غار حرا مین رہکر خدا کی عبادت مین بسر کرتے اور سجود رہکر دعا مانگتے تھے کہ کسیطرح اونکا ملک چاہ ضلالت سے نکلے آخر کار جوئندہ یابندہ الہام الٰہی کا چشمہ آپکے دلمین پھوٹا اور نور خداوندی کا ستارہ چمکا۔ آپکا دل اس مبارک درجہ کو پہونچگیا تھا کہ خداوند تعالیٰ کی مرضی معلوم کرسکے اور حضرت کو یقین ہوگیا۔ کہ بس خدا نے مجکو اسی مطلب کے واسطے پیدا کیا کہ مین اپنے ملک سے اس جہالت کو دور کرون آپکو اس بات کا بھی یقین ہوگیا کہ جب انسان بہت گناہ کرتے ہین اور دین حق کو چھوڑ دیتے ہین تو خدا اون کو راہ راست پر لانے کے لیے ایک نہ ایک شخص کو پیدا کردیتا ہے چنانچہ اوسنے اب یہ بار امانت میرے سر ڈالا ہے جیسا کہ اس سے پہلے حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو مامور کیا تھا یہہ خیال آپکا عین الیقین کے درجہ تک پہونچگیا تھا آپ اکثر غیبی آوازین سنتے اور خواب اور بیداری مین طرح بطرح کے مشاہدات دیکھتے تھے اور جو خواب دیکھتے ہمیشہ سچ نکلتا آخر کار جب آپکی عمر پورے چالیس سال کی ہوئی تو ایک دن حسب معمول غار حرا مین تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہین کہ کوئی شخص آپکو پکار کر کہتا ہے کہ پڑھ۔ آپنے فرمایا کہ مجھے پڑھنا نہین آتا تب فرشتہ نے کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ ترجمہ پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جو خالق ہے جسنے جمے ہوے لہو سے انسان جیسی پر حکمت مخلوق پیدا کی

پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جو بہت کرم کرنے والا ہے۔ جسنے قلم کے ذریعہ علم سکھلایا۔ آدمی کو وہ باتین سکھائین جو وہ نہ جانتا تھا۔ جب حضرت پر وحی نازل ہو چکی تو آپ خدیجہ کے پاس گھبرائی ہوے آئے اور سارا ماجرا سنایا۔ خدیجہ نے آپکو تسلی دی اور کہا بیشک تم پیغمبر خدا ہو۔ اور مین تمپر ایمان لاتی ہون۔ خدیجہ کا ایک بھائی ورقہ بن نوفل تھا اوسنے جب یہ حال سنا وہ بھی حضرت پر ایمان لایا۔ اور مردون مین سب سے پہلے حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ جو ابھی نوجوان تھے آپ پر ایمان لائے۔ حضرت محمد صاحب اکثر خدیجہ اور علیؑ کو لے کر مکہ کے گرد و نواح کے سنسان پہاڑون مین چلے جاتے اور وہان یاد الٰہی مین مشغول رہتے ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت عبادت خالق مین مصروف تھے اوس طرف سے جناب ابو طالب کا گذر ہوا کہا اے میری بھائی کے بیٹے بتا تو کس مذہب پر چلتا ہے حضرت نے کہا یہ مذہب خدا کا اور اوس کے فرشتون کا۔ اور اوسکے پیمبرون اور ہمارے دادا ابراہیم کا ہے خدا نے مجھے اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ اوس کے بندون کو جو راہ راست سے پھر گئے ہین راہ حق کی طرف بلاؤن۔ اے چچا جان آپ بھی میرا ساتھ دیجیے۔ جناب ابو طالب نے یہ سنکر بمصلحت وقت اظہار ایمان مناسب نہ سمجھا لیکن قسم کھا کر کہا کہ جب تک مین جیتا رہونگا تیرا بال بیکا نہ ہونے دونگا پھر ابو طالب نے اپنے بیٹے علی سے پوچھا تیرا کیا مذہب ہے علی مرتضی نے جواب دیا کہ مین خدا اور اوسکے پیغمبر پر ایمان لے آیا ہون اور اوس کا ساتھ دونگا تب ابو طالب نے کہا جاو اونکے ساتھ رہو وہ ہمیشہ تمکو راہ حق کی طرف بلاویگا۔ اس کے بعد آزاد شدہ غلام زید نے اسلام قبول کیا۔ اسکے چند روز بعد ابو بکر صاحب ایمان لائے اور آہستہ آہستہ مسلمانون کی تعداد بڑھتی گئی۔

تینتالیس ۴۳ سال کی عمر تک پوشیدہ دعوت دین کیگئی آخرکار ایک روز حضرت نے اپنے رشتہ دارون اور قبیلہ کے لوگون کو اپنے گھر بلایا اور اس جلسہ عام مین برملا دعوت اسلام کی - اس طریق عمل سے لوگون نے بہت برا مانا اور اوسی دن سے مخالفت کا دروازہ کھل گیا - حضرت ابو طالب کی بہت ہنسی اوڑائی گئی مگر اس ہنسی اور طعن اور تشنیع نے حضرت محمد صاحب کی بالکل ہمت نہ توڑی بلکہ آپکو یقین ہوگیا کہ زیادہ ہمت اور تن دہی سے کام کرنے کی ضرورت ہے اپنے آپکو ہمہ تن راہ خدا مین ڈالدیا سر بازار وعظ و نصیحت کرنی شروع کی اور بت پرستی کی اسقدر تضحیک و توہین کی کہ قریش نے آکر ابو طالب سے شکایت کی اور کہا آپکا لحاظ کرتے ہین ورنہ محمد صاحب کو جان سے مارڈالتے اگر آپ اوسکی حمایت کرتے ہین تو آؤ پھر لڑکر فیصلہ کرلین - حضرت ابو طالب نے اونکو تو ٹال دیا اور محمد صاحب کو بلا کر احوال قریش سے آگاہ کیا - آپنے جواب دیا کہ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجاوے جب تک میرے دم مین دم ہے اس کام کو نہین چھوڑونگا - محمد صاحب نے بہت ورد بھری لمبی یہہ گفتگو کی اور ہنگام تقریر آپ کا دل بھر آیا آنکھین آنسوون سے ڈبڈبا گئین - ابو طالب پر اس کیفیت کا بہت اثر ہوا اور کہا اچھا جو تمھاری مرضی ہو کرو مین تمھارا ساتھ ہرگز نہین چھوڑونگا - حضرت محمد صاحب نے اب بہت زور شور سے وعظ و نصائح کے پیرایہ مین بت پرستی کی برائی ظاہر کرنی شروع کی مگر قریش پر اسکا کوئی مفید اثر نہوا اور وہ مخالفت پر کمر بستہ ہوے - خوش قسمتی سے ابو طالب کا لحاظ اور بعض عزیزون کی عزیز داری کام دے گئی اور دشمنون کو بالکل ناکامی ہوئی - اسکے بعد قریش نے سوچا کہ آؤ محمد صاحب کو کوئی زبردست دنیاوی لالچ دیکر اس کام سے باز رکھین - چنانچہ ایک شخص حضرت کے پاس آیا اور یہ کہا - آپ بڑے خاندانی لائق اور معزز

شخص ہین مگر آپ نے ہم مین ناحق نفاق ڈال دیا ہے - آپ ہمارے بتون اور معبودون کی ہتک
کرتے ہین اور ہمارے آباو اجداد کو مشرک و گمراہ بتاتے ہین ہم آپ سے ایک التجا کرتے ہین کہ آپ
سنیے اور غور کیجیے کہ وہ قابل پسندیدگی ہے یا نہین - آپ نے فرمایا کہو - وہ بولا کہ اگر آپ کی
غرض مال و دولت جاہ و حشمت جمع کرنے سے ہی تو ہم سب ملکر آپکو اسقدر جمع کر دیتے ہین کہ ہمارے
ملک مین کسی کے پاس اس قدر دولت نہین ہوگی - اگر آپ اپنے کو بڑا اور صاحب رتبہ بنانا چاہتے
ہین تو ہم آپکو اپنا سردار اور پیشوا بنا لیتے ہین اور آپ کی مرضی کے بغیر ہرگز کوئی کام نہین کیا کرینگے
اور اگر آپکو سلطنت کی ضرورت ہی تو ہم آپکو اپنا سلطان بنانے کو طیار ہین - جب وہ قریشی
قاصد پیام پہونچا چکا تو حضرت نے اوسکے جواب مین قرآن کی چند آیتین پڑھین جنکا ماحصل یہ ہے
کہ مین بھی مثل تمہارے ایک انسان ہون فرق اسقدر ہے کہ مجھے یہ پیغام الٰہی پہونچا ہی کہ تمہارا معبود
ایک خدای برحق ہی تم اوسکی طرف اپنا دل لگاؤ اور اوسی سے اپنے گناہون کی معافی چاہو - بربادی
اور تباہی ہے اون لوگون کے لیے جو مخلوق کو معبود کا مرتبہ دیتے ہین - قریش کے قاصد نے
جب یہ الفاظ سنے اور جوش بھرے دل کی یہ کیفیت دیکھی تو اوسپر بزرگانہ رعب چھا گیا وہ منھہ سے
ایک لفظ نہ بول سکا حیران و ششدر ہو کر اپنے رفیقون کے پاس گیا اور جو کیفیت اسپر گذری
تھی کہہ سنائی - جب قریش اس حیلہ مین بھی کامیاب نہوے تو اونھون نے مسلمانون کو اذیتین اور
تکلیفین پہونچانی شروع کین - عزیزون کا بھی خون سفید ہو گیا چچا ابو لہب دشمن جانی ہو گیا
چچی کا یہ حال کہ جنگل کے کانٹے اور گوکھرو سمیٹ لاتی اور جن جن راہون سے بھتیجا گذرتا وہان
وہ گوکھرو اور کانٹے بکھیر دیتی محمد صاحب کے پاؤن زخمی ہو جاتے وہ بیٹھ جاتے اپنے پاؤن سے بھی

کانٹے نکالتے اور راہ مین سے بھی دور کرتے تاکہ اور چلنے والے بھی اس اذیت سے بچین ؎

می ریختین در رہ تو خار و باہمہ   چون گل شگفتہ بود رخ جان فزای تو

حضرت محمد صاحب جب وعظ کہنے کھڑے ہوتے اور قرآن مجید پڑھتے تو لوگ غل مچاتے کہ کوئی شخص آپکی بات نہ سن سکے۔ حضرت کو کہین کھڑا ہونے دیتے۔ پھر اور ڈھیلے پھینکے جاتے۔ یہانتک کہ آپکے ٹخنے اور پنڈلیان زخمی ہوجاتین اور خون بہنے لگتا۔

حضرت پر جو ظلم ہوتا اُسے جسطرح بن پڑتا برداشت کرتے تھے مگر اپنے رفیقون کی مصیبت دیکھکر آپکو تاب نہ رہتی تھی اون غریب مومنون پر ظلم وستم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا لوگ اُنھین پکڑ کر جنگل مین لے جاتے۔ اور برہنہ کرکے شدت کی دھوپ مین جلتی تپتی ریت پر لٹا دیتے اور اون کی چھاتیون پر پتھر کی سلین رکھ دیتے گرمی کی آگ سے تڑپتے مارے بوجھ کے زبان باہر نکل پڑتی بہتیرون کی جانین اس عذاب سے نکل گیئن۔ حضرت محمد صاحب اپنی آنکھ سے ان بیچارون پر یہ ظلم ہوتا دیکھتے آپکا جگر مظلومون کی ہمدردی مین پاش پاش ہوتا۔ مگر کچھ کر نہ سکتے تھے مومنین کی یہ دردناک حالت دیکھکر اور اپنے مین حفاظت اور مقابلہ کی طاقت نہ پاکر آپ نے اُنھین یہ صلاح دی کہ تم نے راہ خدا مین قدم رکھا ہی تو تکلیفون سے نہ گھبراؤ اور اللہ کا نام لیکر ابی سینیا کی طرف یعنی ملک حبش کو ہجرت کر جاؤ۔ چنانچہ آپکے حکم کے بموجب چند قبیلون کے لوگ جو اپنی جان سے بھی تنگ تھے مع اپنے عیال واطفال کے گھر بار چھوڑکر ابی سینیا کو روانہ ہوگئے۔ اوس کے بعد اور بھی بہت سے لوگون نے ترک وطن اختیار کیا یہ جلاوطنی پانچوین سال نبوت مطابق سنہ ۶۱۵ء مین واقع ہوئی۔ جب قریش کو یہ خبر پہونچی

تو وہ تعاقب مین چلے اور نجاشی شاہ ابی سینیا کی خدمت مین پہونچے اور بعض کی نسبت یہ ظاہر کیا
کہ ہمارے بھاگے ہوے غلام ہین ہم کو ان کی گرفتاری کا حق حاصل ہے۔
شاہ حبشہ نے اون جلاوطنون کو اپنے روبرو طلب کیا اور اونکے دشمنون نے جو کچھ بیان کیا تھا
وہ پیش کیا۔ تب جعفر ابن ابی طالب جو حضرت علی کے حقیقی بھائی تھے بادشاہ کی خدمت
مین آگے بڑھے اور سب کی طرف سے اپنا حال یون عرض کیا۔ اے عالیجاہ شاہ ہمارا حال
یہ ہے کہ ہم جہالت اور گمراہی کے گڑھے مین گرے ہوے تھے ہم بتون کی پوجا کرتے۔ اور
مردار کھایا کرتے گندی اور فحش باتین بکتے تھے ہم مین کوئی انسانی خوبی نہ تھی۔ خداوند تعالی
نے جبکا فضل سارے جہان پر چھایا ہوا ہے محمد صاحب کو اللہ کی اوسپر رحمت اور سلامتی ہو ہمارے
لیے رسول کرکے بھیجا۔ اوس کی شرافت نسبی راست گفتاری صفائے باطنی اور دیانت داری
سے ہم خوب آگاہ ہین۔ اوسپر اللہ تعالی نے اپنی مرضی ظاہر فرمائی اور وہ اللہ کا یہ پیغام
لیکر ہمارے پاس آیا۔ کہ صرف ایک خدا پر ایمان رکھو اوس کی ذات وصفات مین اور کسیکو
شریک نہ ٹھہراو۔ بتون کی پرستش مت کرو۔ راست گفتاری اپنا شعار ٹھہراو۔ امانت
مین کبھی خیانت نہ کرو اپنے تمام ابنائے جنس سے ہمدردی رکھو پڑوسیون کے حقوق
کی نگہداشت کرو۔ عورت ذات کی عزت کرو۔ تیمیون کا مال نہ کھاو پاکیزگی اور پرہیزگاری
کی زندگی اختیار کرو۔ خدا کی عبادت کرو۔ اوسکی یاد مین کھانا پینا تک بھول جاو۔
راہ خدا مین غریبون کی مدد کے لیے خیرات کرو۔ اے بادشاہ یہ اوس رسول کی
تعلیم ہے ہم لوگ اوسپر ایمان لائے ہین اور اوسکی تعلیم کو ہمنے قبول کرلیا ہے خاص کر

اس حکم کو کہ تپھر کے بے جان بتون کی پرستش نہ کرو بلکہ صرف خداے واحد کی پرستش کرو۔ صرف اس ایمان لانے پر ہمین وہ اذیتین دی گئی ہین کہ بال بچے گھر بار تک چھوڑ کر جلا وطن ہونا اور راہ غربت اختیار کرنا پڑا ہے۔ ہمین اپنے دیس مین کہین پناہ نہ ملی آخر ہم سب پردیسیون نے آکر تیرے ملک مین پناہ لی ہے تیرے انصاف اور کرم کے امیدوار ہین۔ جعفر نے اس رقت بھرے دل سے اس تقریر کو ادا کیا کہ نجاشی پر اسکا بہت اثر ہوا۔ اور اوس کا دل رسول عربی کی اور تعلیم سننے کا آرزومند ہوا اوسنے جعفر سے کہا کہ جو کلام تمھارے نبی پر اُترا ہے اوس مین سے بھی کچھ پڑھکر سناؤ۔ تب جعفر نے سورۂ مریم کی چند ابتدائی آیتین ولادت مسیح کے باب مین پڑھکر سنائین اور جب وہ ان الفاظ پر پہونچے کہ اے مریم خوش ہو کر کھا پی اور اس ننھے بچے کو دیکھکر اپنی آنکھین ٹھنڈی کر۔ تو کلام کی خوبی وقت کی کیفیت صداقت کا اثر نیک نیتی کا زور ان سب باتون نے ایک عجیب حالت طاری کر دی نیک دل شاہ حبش کی آنکھون سے آنسو روان تھے اور دل سوزان۔ وہ بول اُٹھا کہ یہ اُسی نور کی شعاعین ہین جسکا جلوہ موسیٰ پر ہوا تھا یہ کہکر اوسنے صاف انکار کر دیا کہ یہ مظلوم مسلمان قریش کے سفیرون کو حوالہ نہین کیے جا سکتے۔ اور سفیران قریش کو ناکام رخصت کیا۔ اور ان مومنین عرب کو نہایت خوشی سے اپنے ملک مین رہنے کی اجازت دی۔ نجاشی کو اس نئے دین مین بے اختیار دلچسپی پیدا ہو گئی کلام پاک کے الفاظ کچھ ایسے مناسب وقت مین اُسکے روبرو پڑھے گئے تھے کہ اوسکے دل مین کھپ گئے وہ جعفر کو رخصت کر دیتا پھر تنہائی مین سوچتا تو اوس کے

دل مین کشمکش شروع ہو جاتی وہ جعفر کو پھر بلاتا اور اپنے عقیدے کا اُسکے عقیدے سے مقابلہ کرتا۔ بار بار پوچھتا کہ تم مسیح کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ جعفر کہتے کہ وہ برگزیدہ بندہ خدا کا تھا جسے اللہ نے اپنا نبی اور رسول بناکر بنی اسرائیل کے لیے بھیجا۔ ان تمام تقریرون اور مباحثون کے بعد نجاشی صداقت کا قائل ہوا اور کہا اگر مہمات شاہی مہلت دیتین تو مین خود عرب کو چلتا اور اوس شاہ عرب کا جاکر بنتا ۵ اگر تاجور سر برافراختی کمر بندا و جاکر ہی ساختی

اِدھر جب مسلمانون نے جان بچاکر ابی سینیا مین پناہ لی تو اُدھر حضرت محمد صاحب اکیلے قریش مین وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ قریش نے حضرت کو ایسا تنگ کیا کہ جب آپکا نا کھانے بیٹھتے تو وہ کوڑا کرکٹ اُٹھاکر آپکے کھانے مین گرادیتے مگر یہ اللہ کے عاشق ان تکلیفون اور مصیبتون سے ذرا بھی نہ جھجکتے اور اپنے کام پر ثابت قدم رہکر ان آفتون اور مصیبتون کو برداشت کرتے تھے۔ حضرت نے یہ نئی کامیابی حاصل کی کہ آپکے چچا حمزہ اور مکہ کے ایک مشہور بارسوخ آدمی یعنی عمر صاحب ایمان لے آئے۔ عمر صاحب کے ایمان لانے کا دلچسپ قصہ یہ ہے کہ ابوجہل نے تمام قریش کو جمع کرکے لعنت ملامت کی اور کہا کہ تمسے ایسا ایک شخص بھی قتل نہین ہوسکتا جسنے بہت سے لوگون کو ہمارے دین سے علحدہ کرلیا ہے مین بھری مجلس مین اشتہار دیتا ہون کہ جو محمد صاحب کو قتل کرے گا اوسے سو اونٹ نہایت اعلی قسم کی اس قومی خدمت کی انجام دہی مین حوالہ کرونگا۔ عمر صاحب نے اوس سے اقرار کیا کہ مین حضرت کو قتل کرونگا مگر ایفائے وعدہ کا پورا اطمینان کردو۔

ابوجہل عمر صاحب کو ساتھ لیکر کعبہ مین گیا اور ہبل کے سامنے جو قریش کا بہت بڑا بت تھا ایفاے وعدہ کرنے کی قسم کھائی۔ اسی طرح عمر صاحبنے بھی ہبل کے روبرو عہد کیا کہ جب تک محمد صاحب کو قتل نہ کرلونگا تلوار ہاتھ سے نہ رکھونگا۔ یہ کہکر عمر صاحب نے حضرت کے مکان کی طرف رخ کیا۔ حضرت محمد صاحب اون دنون اپنی نشست ایک دوست ارقم کے یہان رکھتے تھے وہ مکان اچھی گنجائش کا تھا وہان سب مومنین مظلوم جمع ہوجاتے عبادت الٰہی بجالاتے اور اپنی بچاؤ کی تدبیرین کرتے۔ اوس روز بھی حسب معمول یہ لوگ جمع تھے اور سب مومنین انعام قتل کی وجہ سے متوحش تھے عمر صاحب تلوار لیے حضرت کی فکر مین جارہے تھے کہ ایک دوست ملا اوسنے حال معلوم کرکے کہا تو پیغمبر اسلام کے قتل کی فکر رکھتا ہے اور اپنے گھر کی حالت سے بیخبر ہے۔ خود تیری بہن اور بہنوئی مسلمان ہوچکے ہین اگر تجھ مین کچھ غیرت ہے تو پہلے اُن کو قتل کر یہ سنکر بدن مین آگ لگ گئی پہلے اپنی بہن ہی کی صفائی کرنی ضروری جانی بہن کے دروازے پر پہونچے دروازہ بند تھا بہن اور بہنوئی محمد صاحب کے ایک رفیق سے جنکا نام جباب تھا قرآن سن رہے تھے عمر صاحب نے دروازہ کھٹکھٹایا بہنوئی نے جھٹ جباب کو کسی کونے مین چھپا دیا بہن نے اُٹھکر دروازہ کھولا۔ اور بھائی کو آگ بگولہ دیکھکر ڈر گئی۔ جب بالکل اپنے قتل پر آمادہ پایا تو بولی اے بھائی جس چیز کو سنکر ہم نے اپنا دین تبدیل کیا ہے للہ اوس چیز کو ذرا تم بھی سن لو اگر اوسکا اثر تمھارے دل پر نہووے تو تمھین اختیار ہے کہ مجھے اور میرے شوہر کو قتل کر ڈالو۔ عمر صاحب یہ بات سنکر متعجب ہوے اور کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے مجھے بھی سناؤ

اوسی وقت حباب کو اندر سے بلالاے اور درخواست کی کہ قرآن مجید پڑھکر سنائین۔
حباب نے سورۂ طہٰ پڑھنی شروع کی جسکو سنکر عمر صاحب نے ہرچند کوشش کی کہ اس
کلام کا اثر اون کے دلپر نہونے پاوے مگر ایسا ہونا اون کی طاقت سے باہر تھا ایک ایک
آیت ان کے دلپر نشتر کا کام دے رہی تھی۔ عمر صاحب یہ کلام سنکر بے خود ہوگئے اور بیاختیار
کہنا پڑا کہ یہ انسانی کلام نہین ہے کچھ اور چیز ہے اور درخواست کی کہ مجھے حضرت کی
خدمت مین لے چلو چنانچہ حباب ہمراہ ہوے اور عمر صاحب نے حضرت کی خدمت مین
حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اوس روز سے شوکت اسلام اور بھی بڑھ گئی۔ اسی سال مین
آنحضرت کے سرپرست چچا ابوطالب اور آپکی غمخوار بیوی خدیجہ نے عالم بقا کی راہ لی
حضرت محمد صاحب کو ان دونون موتون نے بہت بیکس کردیا کوئی ایسا حامی نہ رہا جو
قریش کے حملون سے بچاتا اور کوئی ایسا غمخوار نہ تھا جس سے اپنا رازِ دل کہتے اور وہ
تسلی اور تشفی دیتا مگر جسقدر آپکی بے کسی بڑھتی جاتی تھی اوتنا ہی ذات خدا پر بھروسا
بڑھتا جاتا تھا اور یقین کامل تھا کہ خدا میرا معین و مددگار ہے جو کچھ کرتا ہی ہمارے
اور اپنے بندون کی بھلائی کے لیے کرتا ہے۔

جب حضرت کو ابوطالب کے بعد قریش نے بہت زیادہ تنگ کیا اور آپ بھی اون کو
راہ راست پر لانے سے مایوس ہوچکے تو دلمین ٹھانی کہ آؤ اس شہر سے طائف مین
چلین اور وہان کے لوگون کو وعظ و نصیحت کرین چنانچہ زید ابن ثابت کو ساتھ
لیکر طائف تشریف لے گئے وہان کے لوگ ایسے سنگ دل تھے کہ جنپر آپکی وعظ و نصیحت نے

ابوجہل عمر صاحب کو ساتھ لیکر کعبہ مین گیا اور ہبل کے سامنے جو قریش کا بہت بڑا بت تھا ایفاے وعدہ کرنے کی قسم کھائی - اسی طرح عمر صاحب نے بھی ہبل کے روبرو عہد کیا کہ جب تک محمد صاحب کو قتل نہ کرلونگا تلوار ہاتھ سے نہ رکھونگا۔ یہ کہکر عمر صاحب نے حضرت کے مکان کی طرف رخ کیا۔ حضرت محمد صاحب اون دنون اپنی نشست ایک دوست ارقم کے یہان رکھتے تھے وہ مکان اچھی گنجائش کا تھا وہان سب مومنین مظلوم جمع ہوجاتے عبادت الٰہی بجالاتے اور اپنے بچاؤ کی تدبیرین کرتے - اوس روز بھی حسب معمول یہ لوگ جمع تھے اور سب مومنین انعام قتل کی وجہ سے متوحش تھے عمر صاحب تلوار لیے حضرت کی فکر مین جارہے تھے کہ ایک دوست ملا اوسنے حال معلوم کرکے کہا تو پیغمبر اسلام کے قتل کی فکر رکھتا ہے اور اپنے گھر کی حالت سے بیخبر ہے - خود تیری بہن اور بہنوئی مسلمان ہوچکے ہین اگر تجھ مین کچھ غیرت ہے تو پہلے اُن کو قتل کر یہ سنکر بدن مین آگ لگگئی پہلے اپنی بہن ہی کی صفائی کرنی ضروری جانی بہن کے دروازے پر پہونچے دروازہ بند تھا بہن اور بہنوئی محمد صاحب کے ایک رفیق سے جنکا نام جباب تھا قرآن سن رہے تھے عمر صاحب نے دروازہ کھٹکھٹایا بہنوئی نے جھٹ جباب کو کسی کونے مین چھپا دیا بہن نے اُٹھکر دروازہ کھولا - اور بھائی کو آگ بگولہ دیکھکر ڈر گئی - جب بالکل اپنے قتل پر آمادہ پایا تو بولی اے بھائی جس چیز کو سن کر ہم نے اپنا دین تبدیل کیا ہے للہ اوس چیز کو ذرا تم بھی سن لو اگر اوسکا اثر تمھارے دل پر نہووے تو تمھین اختیار ہے کہ مجھے اور میرے شوہر کو قتل کر ڈالو - عمر صاحب یہ بات سنکر متعجب ہوے اور کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے مجھے بھی سناؤ

کچھ اثر نہ کیا ٹھیرنے تک کی اجازت نہ دی۔ پتھر روڑے اینٹین مار کر اور لڑکے پیچھے
لگا کر شہر سے باہر نکالدیا آپکے ٹخنے اور پنڈلیان پتھرون سے زخمی ہو گئین کچھ فاصلہ پر
کھجورون کے درختون کے نیچے شہر سے باہر بیٹھے پنڈلیون کا خون پوچھتے جاتے تھے۔
اور آبدیدہ ہو کر اپنے خدا کی درگاہ مین نہایت عاجزی سے دعا کرنے لگے۔

اے خداوند مین اپنے ضعف و ناتوانی اور مصیبت و پریشانی کا حال کس سے کہون
مجھ مین صبر کی طاقت اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے مجھے اپنے مشکل حل کرنے کی کوئی
تدبیر نظر نہین آتی مین سب لوگون مین ذلیل و رسوا ہو گیا ہون اے خداوند عالم تیرا
نام رحیم و رحمٰن ہے عاجزون کی عذر پذیری اور مظلومون کی دستگیری تیری خاص
صفت ہو اے پروردگار تو ہی ہر شکستہ حال کا مددگار اور یہ عاجز تیری ہی عنایت اور
مدد کا ہر دم امیدوار ہے تیری رحمت کا نور دین و دنیا کی تاریکیون کو دور کرنے والا ہے
یہ طاقت تیرے سوا کسی مین نہین ہے۔

حضرت محمد صاحب کی واپسی سے پہلے یہ خبر مکہ مین پہونچگئی تھی کہ اہل طائف نے آپکو
شہر مین ٹھہرنے تک نہ دیا۔ اس خبر کو کفار مکہ نے ایک دوسرے سے بیان کر کے باہم
مشورہ کیا کہ اب حضرت کو مکہ مین بھی گھسنے نہ دو آپ کو بھی یہ خبرین پہونچ گئین اور
حضرت مکہ مین داخل ہونے سے جھجکے آخر آپنے اپنے پرانے واقف کار ہم وطنون سے
کہلا بھیجا کہ تم ہمکو اپنی پناہ مین لے سکتے ہو مین تمکو اپنا دین اختیار کرنے پر مجبور نہین کرتا
لیکن صرف اتنا چاہتا ہون کہ مجھے کلام الٰہی سنانے کی اجازت ملجاوے اور وہ کلام

لوگون کے کانون تک پہونچ جاوے۔ سب عزیزون اور دوستون نے نہایت سنگدلی
سے پناہ دینے مین بالکل انکار کی۔ لیکن ایک عرب جسکا نام مطعم بن عدی تھا غیرت قومی
اور وطنی ہمدردی کے جوش مین آکر باوجود اختلاف مذہب کے امان دینے پر آمادہ ہوا
اور اپنی قوم کو اس بے حمیتی پر شرمندہ کرکے کہا اے ہموطنو کیا یہ شرافت کا شیوہ ہے
کہ ایک شریف النسل بھائی کے ساتھ اس قدر بے دردی کرین کہ اوسکو اپنے گھر مین
بھی نہ آنے دین پھر اوسنے منادی کرادی کہ اے قوم قریش سنلو کہ آج سے مین نے
محمد صاحب کو اپنی پناہ مین لیا ہے اب جو اوسکا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے یہ کہکر
مطعم اور اوس کے خاندان کے لوگ آنحضرت کو اپنی نگہبانی مین لے آئے۔
آپ نے درخواست کی کہ مجھے تھوڑی دیر کے لیے حرم کعبہ کی زیارت اور اوس کے
طواف کی اجازت ملے۔ اون خداترسون نے حضرت کو وہان پہونچا دیا اور جبتک آپ بیت اللہ
کا طواف کرتے رہے وہ خداترس ہموطن آپ کی حفاظت کرتے اور بھیڑ کو روکے رہے
کہ آنحضرت پر کوئی حملہ نہونے پاوے۔ طواف کعبہ کرکے آپ گھر کو تشریف لے گئے اور
جب پھر وعظ کرنے نکلے تو لوگون نے اوس روز حضرت کے ساتھ مطعم کو بھی برا بھلا کہا
حضرت کے اخلاق اور ہمدردی نے یہ گوارا نہ کیا کہ مطعم کی پناہ مین رہ کر اوسے بھی
مطعون خلائق کرائین۔ دوسرے روز آپنے باہر آکر باواز بلند کہدیا بھائیو اب مین
مطعم کی پناہ مین نہین ہون میری جائے پناہ میرا خدا ہے اوسکی پناہ اور نگہبانی
میرے لیے کافی ہے کوئی شخص میری وجہ سے مطعم کو نہ ستائے۔

آپ مطعم کی پناہ سے نکلکر بالکل نڈر دین حق کے پھیلانے مین رات دن کوشش کرتے اور جان ہتھیلی پر لیے پھرتے تھے مشرکین سے بھی جہان تک ہو سکتا تھا ایذا دہی مین کوئی کسر نہ رکھتے تھے اونھون نے زیادہ تر یہ کوشش شروع کی کہ کوئی نیا آدمی حضرت سے ملنے اور آپ کی بات نہ سننے پاوے۔

اون ایام مین ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس سے صداقت کی قوت کا ایک موثر سبق حاصل ہوتا ہے۔ ایک شخص طفیل بن عمرو قبیلہ دوس کا معزز رئیس کسی کام کے لیے اپنے شہر سے مکہ مین آیا روسا مکہ اوسکے استقبال کو گئے اثنائے گفتگو مین دین محمدی کا بھی حال کہہ سنایا کہ اوس کی تقریر مین عجب جادو ہے عزیز کو عزیز سے جدا کر دیتا ہے ان باتون کو سنکر طفیل کے دل مین ایک مخالفت پیدا ہو گئی اور وہ اس خیال سے کہ حضرت کا کلام گوشزد نہو جاوے کان بند کرنے کے لیے روئی اپنے ساتھ رکھتا تھا ایک روز ایسے مقام پر اوسکا گزر ہوا کہ حضرت باواز بلند نماز پڑھ رہے تھے۔ قبل اسکے کہ وہ کانون کو بند کرے چند جملے اوسکے کان مین پہونچگئے جو اپنا کام کر گئے اب ہاتھون مین کہان طاقت تھی کہ کانون کو بند کر سکے اور دل مین کہان صبر تھا کہ محبوب کا کلام نہ سنے بے اختیار پاس جاکر کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے نماز ختم کی آپ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ وہان کون کھڑا ہے آپ نماز پڑھکر گھر کو چلدیے طفیل بھی محویت کے عالم مین ساتھ ہو لیا اوس کا دل بیتاب ہو تھا کلام پاک کی تاثیر نے قلب مین عشق الٰہی کی کشش پیدا کر دی تھی۔ حضرت گھر مین داخل ہو چکے تھے کہ یہ بھی پہونچا اور اندر آنے کی اجازت چاہی داخل ہوتے ہی قدمون پر گر پڑا

تاثیر حق کا عجب نظارہ تھا ایک معزز سردار قوم ایک غریب بے سروسامان عربی نوجوان کی قدمون سے آنکھین ملتا اور اپنے آپکو غلامان غلام کہہ رہا تھا۔ طفیل کے ایمان لانے سے باغ اسلام کو ایک تازہ سرسبزی حاصل ہوئی وہ تو دولت ایمان سے مالامال ہوکر اپنے گھر چلدیا اور قریش کے غیظ وغضب کا اب کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ گلیون مین جاتے آتے وقت لوگ کوڑے کا ٹوکرہ بھر کر آپکے سر پر الٹ دیتے آپ لاچار گھر کو واپس چلے آتے بے چاری فاطمۂ زہرا باپ کے سر اور چہرے کو صاف کرتی باب بیٹی کو دیکھ کے اور بیٹی باپ کو دیکھ کے آبدیدہ ہوتی مگر اللہ کے بھروسے کا خیال کرکے دل قوی کرتے۔

اسی زمانہ مین ابوبکر صاحب نے اپنی بیٹی عائشہ کی نسبت آپ سے کرنا چاہی آپ نے بپاس خاطر اون کے نسبت کو منظور کرلیا مگر بمصلحت وقت مناکحت کو آئندہ پر ملتوی رکھا انھین ایام مین ایک اور یہ مشکل پیش آئی کہ مکہ کی ایک نیک عورت سودہ بنت زمعہ نے خلوص دل سے ایمان قبول کرکے اپنے حسن عقیدت سے شوہر کو بھی مسلمان کر لیا تھا اور جب زیادہ مظالم ہونے لگے تو یہ بڑھیا بھی اپنے شوہر کے ہمراہ ملک حبش کو ہجرت کر گئی تھی کچھ دنون کے بعد وہان اوسکا شوہر مرگیا نہایت بیکس ہوگئی کوئی خدا کا بندہ اوس پر رحم کھاکر وطن مین لے آیا اوس نے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر درخواست کی کہ مجکو اپنے ازواج مین داخل کر لیجیے آپ اوس سے پہلے حضرت عائشہ کی نسبت منظور کر چکے تھے مگر سودہ نے اسقدر اصرار کیا کہ انکار کرنا مشکل ہوگیا اول تو اوس نیک بی بی اور اوسکے شوہر کے اسلامی حقوق قابل لحاظ تھے دوسرے انبیاے سابقین کی نظیر

ایسی تھی کہ انکار نہین ہو سکتا تھا تیسرے سودہ نے صاف کہدیا تھا کہ میری عمر شادی کے
قابل نہین ہے لیکن مین چاہتی ہون کہ آپکی زوجیت کا شرف حاصل ہو جاوے
آخرش بہت سی قیل وقال کے بعد سودہ آپکی زوجیت مین آگئی۔
انھین ایام مین ایک روز حسب معمول حضرت محمد صاحب آئے ہوئے تاجرون کو
سر بازار وعظ ونصیحت سنا رہے تھے کہ مدینہ کے چھ آدمی حضرت سے ملے اور آپکی
سچائی بھری تقریر سنکر خلوص دل سے مسلمان ہو گئے اور وطن کو مراجعت کر کے اہل مدینہ
کو یہ خبر پہونچائی کہ مکہ مین ایک پیغمبر خدا مبعوث ہوا ہے جو برسون کے جھگڑون اور فسادون
کو مٹاتا اور خدائے واحد و بزرگ کا دین کل دنیا مین پھیلاتا ہے۔
دوسرے سال یہ لوگ اور بھی چند اہل وطن کو لے کر مکہ مین آئے اپر حضرت کی صداقت آمیز
اور محبت بھری نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ بت پرستی چھوڑکر سب توحید الٓہی کے دین مین داخل
ہو گئے حضرت محمد صاحب نے اون سے یہ عہد لیا کہ ہم خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ ٹھہرائینگے
ہم چوری زنا فسق وفجور کے پاس نہ پھٹکینگے ہم اپنی معصوم لڑکیون کو زندہ درگور نہ کرینگے
ہم کبھی جھوٹ نہ بولین گے اور ایمانداری کے ساتھ پیغمبر کا ساتھ دینگے۔ اسکے بعد
جب وہ مدینہ کو واپس چلے تو حضرت نے ایک معلم دین یعنی مشنری اون کے ساتھ بھیجدیا
کہ وہ انھین دین برحق کی تلقین کرتا رہے۔ نقیب محمدی کا مدینہ مین آنا تھا کہ وہان
اسلام جلد ترقی کرنے لگا۔ انھین ایام مین کہ اہل مکہ ہر قسم کی مخالفت پر آمادہ تھے
حضرت پر کشف الٓہی کا وہ نورانی واقعہ گذرا جسکو معراج کہتے ہین۔

سنہ ۶۲۲ء مین مدینہ کے پچہتر آدمی ایک قافلہ کے ہمراہ مکہ مین پہونچکر سنسان رات مین حضرت کی خدمت مین باریابی سے مشرف ہوے اور خلوص دل سے اسلام قبول کر کے حضرت کو مدینہ چلنے کی صلاح دی آپنے فرمایا کہین ایسا نہو کہ میری وجہ سے تمکو بھی دشمن تکلیف پہونچائین لیکن اونھون نے اپنے خلوص عقیدت اور ارادت مندی سے حضرت کو ہر طرح پر مجبور کر کے مدینہ چلنے پر راضی کیا اور یہ وعدہ بھی لیا کہ خدا جب آپ کو مکہ پر فتحیاب کرے تو بھی ہماری ہی شہر مین قیام رہے حضرت نے اونکی اس درخواست کو بھی خوشی سے منظور کیا۔ مکہ کا ایک مخبر بھی چھپا ہوا سب معاملہ دیکھ رہا تھا اوس نے جا کر قریش کو خبر کی وہ فوراً اہل مدینہ کے تجسس مین چلے مگر اہل مدینہ واپس ہو چکے تھے اون کے ہاتھ نہ آئے۔

اب قریش کے ظلم سے تنگ آکر حضرت نے اہل اسلام کو مدینہ کی طرف ہجرت کر جانیکی ہدایت کی اور وہ سب ایک ایک دو دو کر کے روانہ ہو گئے اور آدھا مکہ گویا ویران ہو گیا اسوقت قریش نے طیش مین آکر مکہ کے دار الندوہ مین جو اون کا کمیٹی گھر تھا جمع ہو کر قتل محمد صاحب کی تدابیر پر غور کیا تمام سرداران قوم جمع تھے۔ اتنا جم غفیر اس سے پہلے اس مطلب کے لیے کبھی نہین ہوا تھا مختلف مباحث کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ سب قبیلون کے لوگ ملکر ایک ساتھ محمد صاحب پر حملہ کر کے قتل کر ڈالین تاکہ اونکی اہل قبیلہ ہر شخص سے انتقام نہ لے سکین۔ اس رائے کو سب نے بہت پسند کیا اور شام ہی سے حضرت کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا آپ کو بھی اس خفیہ تدبیر سے آگاہی ہو گئی

علی مرتضیٰ کو اپنے بستر پر لٹاکر تاریکی شب مین ذات الٰہی پر بھروسہ کرکے دشمنون کی آنکھ بچاکر گھر سے نکل کھڑے ہوے۔ آپ نے ابو بکر صاحب کو بھی ساتھ لے لیا اور راتون رات شہر سے باہر نکلکر ایک غار مین پنہان ہوے۔ قریش کو ہنگام صبح خبر ہوئی ہر چند تلاش کیا حضرت کو نہ پایا۔ آپ نے غار سے نکلکر بصد مشکل دو اونٹ بہم پہونچاے اور مدینہ کو روانہ ہوکر منزل قبا مین جو بیرون مدینہ ہے قیام فرما ہوے وہان علی مرتضیٰ بھی حضرت سے آن ملے ۱۶ ربیع الاول روز جمعہ مطابق ۲ جولائی ۶۲۲ء کو حضرت محمد صاحب شہر مدینہ مین داخل ہوے تمام اہل مدینہ حضرت کی پیشوائی کو حاضر تھے ہر شخص چاہتا تھا کہ ہمارے یہان قیام فرمادین آپنے اونٹنی کی مہار کو چھوڑ رکھا تھا کہ جہان یہ بیٹھ جاوے وہان میرا قیام ہوگا۔ مدینہ کے کوٹھون پر مرد و عورت بوڑھے بچے آپکی زیارت کو کھڑے ہوے تھے آپ مشتاقان جمال کا سلام لیتے ہوے چلے آرہے تھے آخر وہ اونٹنی ایک غریب شخص کے گھر آکر بیٹھ گئی جسکا نام ابو ایوب انصاری تھا۔ وہ جھٹ حضرت کا اسباب اٹھاکر اپنے گھر لے گیا اور خوش نصیبی پر نازان تھا۔

سب سے اول مدینہ مین پہونچکر آپ نے ایک عبادت گاہ بنانے کا قصد کیا اس کام کیلیے وہ زمین جہان اونٹنی بیٹھ گئی تھی پسند کی گئی۔ وہ زمین دو یتیم بچون کی تھی اون کو قیمت زمین دیکر جبکہ وہ اپنی خوش اعتقادی سے نہ لیتے تھے کام شروع کیا گیا خود حضرت بھی مسجد کو بنانے تھے اور بہت جلد ایک سیدھی سادی مسجد تیار ہوگئی حضرت محمد صاحب اوسمین کھڑے ہوکر وعظ فرماتے تھے ایک دفعہ آپ نے خیرات کو اسطرح بیان کیا کہ انسانون کو

پوشیدہ طور پر نیکی اور خیرات کرنا چاہیے اسطرح کہ اگر داہنے ہاتھ سے دیا جاوے تو بائین ہاتھ کو خبر نہو۔ انسان سے بمحبت ملنا یہ بھی خیرات ہی کسی کو نیک کام کی ہدایت کرنا بھولے کو راستہ بتانا۔ اندھے کی مدد کرنا۔ رستہ مین سے پتھر اور کانٹون کا اٹھا ڈالنا۔ پیاسے کو پانی پلانا یہ سب خیرات ہی۔ ہمدردی نوع انسان انسانون کی سچی دولت ہی جب انسان مرجاتا ہی تو لوگ دریافت کرتے ہین کہ وہ کتنی دولت چھوڑ مرا مگر فرشتے اوس سے موت کے بعد یہ پوچھتے ہین کہ تم نے دنیا مین کیا کیا نیک کام کیے ہین۔ حضرت کی نیک اور موثر تعلیم کو سنکر مدینہ کے بہت سے یہودی اور نصرانی بھی ایمان لے آئے۔

حضرت عائشہ کو محمد صاحب سے منسوب ہوئے دو برس ہو چکے تھے مگر آپ بخیالات چند متامل تھے آخر کار ابو بکر صاحب کے پاس خاطر اور اصرار سے آپنے مناکحت اختیار کی اور مسجد کے قریب دو گھر علیحدہ علیحدہ بنا دیے جنمین سودہ اور عائشہ رہنے لگین۔

اسکے تھوڑے ہی دنون بعد حضرت نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا کا عقد علی مرتضی سی کر دیا اوسوقت جناب فاطمہ کی عمر پندرہ ۱۵ سال کی اور حضرت علی کی عمر بائیس ۲۲ سال کی تھی۔

یہ شادی بہت سادہ طور سے ہوئی اسمین کچھ دنیوی شان و شوکت زیادہ نہ تھی جو جہیز کہ حضرت نے اپنی پیاری اور عزیز دختر کو دیا وہ یہ تھا۔ دو ازار۔ ایک چکی۔ دو مٹی کے گھڑے۔ ایک مٹی کا لوٹا۔ ایک بستر۔ حضرت علی نے اپنی زرہ بیچکر دوستون کی ضیافت کا سامان مہیا کیا اور آنحضرت صلعم نے بہت خوشی سے اسکا انتظام کیا۔

حضرت محمد صاحب کی خانہ داری بہت سادہ طور پر تھی حضرت عائشہ کہتی ہین کہ آنحضرت اکثر

جو کی روٹی کھاتے اور کھانا سائل کو اپنے سامنے سے اُٹھا دیتے تھے۔

حضرت کی نیک تعلیم اور وعظ و نصیحت نے رفتہ رفتہ قبولیت عام حاصل کرلی لوگ دینی کامون کے علاوہ دنیوی کامون مین بھی حضرت کو اپنا سردار سمجھکر رجوع کرنے لگے آخرکار یہ نوبت پہونچی کہ حضرت نے کل اہل مدینہ کیا مسلمان کیا یہودی کیا نصرانی سب کو جمع کرکے اون سے عہد و پیمان لیا کہ وہ سب لوگ اپنے آپ کو ایک قوم سمجھین اور جو اون مین سے ایک کی بھی مخالفت پر آمادہ ہو اوسکے سب خلاف ہوجاوین اور جس کسی کے حقوق جسکے ذمہ ہون وہ ادا کردے اور اگر کوئی ایسا جھگڑا یا فساد برپا ہووے جو آپس مین سلجھ نہ سکے تو اوسکی نسبت پیغمبر خدا کی طرف رجوع کرین اور وہ جو فیصلہ کرے اوسے سب مانین۔ حضرت کی اس تجویز کو یہود اور نصرانیون تک نے بہت خوشی سے تسلیم کیا اور سب کے ساتھ ایک باقاعدہ معاہدہ تکمیل پاگیا۔ اوس وقت مدینہ مین ایک بارسوخ یہودی عبداللہ ابن ابی تھا۔ اوسکو مدت سے یہ آرزو تھی کہ مین مدینہ کا سردار یا بادشاہ مقرر ہون لیکن جب پبلک کو حضرت محمد صاحب کی طرف رجوع دیکھا تو مخالفت پر آمادہ ہوگیا کفار مکہ کو مدینہ کے واقعات سے مطلع کرکے عداوت اور جنگ پر ابھارا اور مدد کا وعدہ کیا۔

ماہ رجب ۲ھ ہجری مطابق ۶۲۳ء کو مدینہ مین یہ خبر پہونچی کہ کفار مکہ اہل اسلام کی تباہی اور بیخکنی کے واسطے مکہ مین لشکر گران ترتیب دے رہے ہین۔ انھین ایام مین قریش کا ایک عظیم الشان قافلہ جسکا سرگروہ سفیان تھا شام سے مکہ کی جانب واپس ہوا اور یہ منصوبہ قرار پایا کہ وہ قافلہ شمال سے حملہ آور ہو۔ اور جنوب کیطرف سے اہل مکہ حملہ کرین

اور یہ کارروائی اس اہتمام سے ہو کہ آئندہ کے لیے اہل اسلام کا نام ونشان تک باقی نہ رہے
اس خبر نے مسلمانان مدینہ کو نہایت متوحش کر دیا تھا وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر غیر وطن مین
آ پڑے تھے اسپر بھی اونکو امن نصیب نہین تھا اونکو اپنے بچون اور ناموس کا بہت زیادہ خیال
تھا اور حیران تھے کہ آخر ہمارا کیا قصور ہے جسکے عوض ہمپر یہ ظلم وستم روا رکھا جاتا ہے یہی نہ
کہ ہم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اسمین غیر کا کیا حرج ہے - آخر مایوسی اور خوف سے تنگ آکر
اونکے دلمین بھی مارنے مرنے کا ولولہ پیدا ہو گیا مصمم قصد کر لیا کہ ہم بھی اب کہین بھاگ کر
نہ جاوینگے ہم اپنے دین پر - اپنے بال بچون پر - اپنی صداقت پر - دشمن سے لڑین گے
اور سر کٹوائین گے - یہ دل مین ٹھان کر پہلی تدبیر یہ سمجھ مین آئی کہ اوس قافلہ کو جو شام
سے آرہا ہے اور شامل سے حملہ در ہونے والا ہے روک دین تاکہ اہل مکہ سے ملکر اونکی
قوت دوگنی نہونے پاوے اس تجویز پر آمادہ ہو کر ۳۱۳ دل چلے مسلمان اپنے گھرون سے
جانین ہتھیلیون پر رکھکر نکلے ہرچند اس تدبیر کو مخفی رکھا تھا مگر ابو سفیان سردار قافلہ
کو بھی خبر لگ گئی کہ مسلمان بھی مارنے مرنے پر تیار ہو بیٹھے ہین - اوسنے فوراً مکہ کو سوار
دوڑاے وہان خبر پہونچنے کی دیر تھی کہ ایک ہزار بہادر جنگی جوانون کو ساتھ لیکر ابو جہل
چڑھ دوڑا - مگر اون کے آنے سے پہلے ابو سفیان اور راستہ سے اپنا قافلہ نکال لیگیا
اور ابو جہل کو خبر کر کے واپس طلب کیا مگر ابو جہل نے واپس ہونا پسند نہ کیا اور کہا کہ
جبتک مین محمد صاحب کا نام صفحہ ہستی سے مٹا نہ دونگا تب تک واپس نہین ہونگا -
غرض ابو جہل اس طرح شیخیان مارتا ہوا مقام بدر مین آ پہونچا جہان مسلمان خیمہ لگائے پڑے تھے

حضرت محمد صاحب نے درگاہ کبریا مین سربسجود ہوکر دعا کی بار الہا تو ضعیفون کا مددگار۔ بیکسون کا غمخوار شکستہ دلون کا سہارا دینے والا ہی۔ اگر یہ تھوڑے سے مسلمان بھی ان دشمنونکے ہاتھ سے مارے گئے تو پھر وحدانیت کے ساتھ تیری عبادت کرنے والا کوئی بھی دنیا مین نہ رہیگا لشکر مخالف سے تین جوان نکلے اور اپنا حریف طلب کیا ادھر سے حمزہ۔ اور علی۔ اور عبید اللہ اونکے مقابلہ کو نکلے اور سخت لڑائی کے بعد حریفون کو قتل کر کر نعرۂ تکبیر بلند کیے۔ ابو جہل نے اپنے سردارون کو قتل ہوتا ہوا دیکھکر یکبارگی سخت حملہ کا حکم دیدیا اور لڑائی بڑے زور شور سے ہونے لگی۔ اہل مکہ کے پاس اول تو کثرت سے لشکر اور ہر طرح کا سامان جنگ موجود تھا اور بےچارے مسلمان پردیسی مسافر نہایت شکستہ حال مگر صداقت کے زور سے اونکا دل قوی تھا اور ان جاڑا بہت سخت تھا۔ آسمان پر بادل گھر رہا تھا چارون طرف کالی گھٹا کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ہوا سبکو اُڑائے دیتی تھی۔ بجلی کی کڑک سے دل دہلے جاتے تھے۔ گویا کارکنان قدرت بھی مظلومون کی طرف سے لڑنے کو آئے تھے۔ آخر ش قتل عام کے بعد کفار کا سردار ابوجہل مارا گیا میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ باقی ماندہ قریش گرفتار کر لیے گئے۔ جنمین سے صرف دو ایسے ظالم اور خونی تھے کہ جنکا چھوٹنا سیکڑون بندگان خدا کی خونریزی کا باعث تھا۔ اسلیے وہ ملک کے قواعد جنگ کے مطابق قتل کیے گئے۔ باقی سب قیدیونکا خون معاف کیا گیا مختلف شرائط پر چھوڑ دیے گئے بعضون سے تاوان لیا گیا بعضون نے وعدہ کیا کہ ہم کبھی مسلمانون کے خلاف سر نہ اٹھاوینگے۔

اس لڑائی مین کچھ عالم بھی گرفتار ہوے تھے وہ اس شرط پر رہا کیے گئے کہ مدینہ مین کچھ دنون تک اہل اسلام کے لڑکون کو پڑھائین اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وطن کو واپس چلے جائین۔

اسطرف مسلمانون کو یہ تاکید کی گئی کہ اون کو قیدی نہ سمجھین بلکہ برادرانہ برتاو رکھین جب ان قیدیون مین سے چھوٹ کر مکہ آتے تھے تو اہل اسلام کی نسبت وہ یہ راے ظاہر کرتے کہ خدا اونکا بھلا کرے وہ ہمکو سواری دیتے اور خود پیادہ چلتے ہمکو گیہون کی روٹی کھلاتے اور خود کھجورون پر گذارا کرتے تھے۔

مال غنیمت باٹتے وقت کچھ جھگڑا ہوا تھا جسکو حضرت نے عادلانہ تقسیم سے فوراً فرو کر دیا اور یہ دستور ہوگیا کہ پانچوان حصہ غنیمت کا راہ خدا مین غربا اور یتیمون کے واسطے آنحضرت کے پاس جمع کر دیا جاتا اور باقی سب برابر برابر تقسیم ہو جاتا۔

اس واقعہ سے قریش کی عداوت اور بڑھ گئی ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت بیرون مدینہ سبزہ زار مین آرام فرماتے تھے ایک قریش کا اوسطرف سے گذر ہوا دل مین ٹھان لیا کہ سوتے ہی مین سر جدا کر دینا چاہیے جب نزدیک پہونچا تو خیال کیا کہ خالی ہاتھ اور بغیر ہتھیار ہین بیدار کر کے قتل کرو چنانچہ جگا کر تلوار بلند کی اور کہا اب تیرا بچانیوالا کون ہے حضرت محمد صاحب نے اونگلی سے اشارہ کر کے کہا وہ ذات پاک۔ یہ بات سنکر قریش کا ہاتھ تھرتھرا گیا اور تلوار چھوٹ گئی حضرت نے جھپٹکر تلوار اٹھالی اور فرمایا کہو اب تمھارا بچانے والا کون ہے اوسنے کہا کوئی نہین۔ آپنے فرمایا اے کمبخت کہو وہی اللہ اور ہمیشہ اوس کی ذات پر بھروسا رکھو۔ یہ کہکر اوسکی تلوار اوسکو دیدی اوسیوقت وہ خلوص دلسے مسلمان ہوگیا۔

اوسی زمانہ مین حضرت عثمان کی بیوی رقیہ کا انتقال ہوگیا عمر صاحب نے عثمان حسے کہا

کہ تم میری بیٹی حفصہ کے ساتھ عقد کر لو۔ لیکن حفصہ ایسی تیز مزاج اور درشت خو تھین کہ

کوئی اون سے نکاح کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا اسوجہ سے حضرت عثمان نے بھی انکار

کر دیا جس سے عمر صاحب کو بہت رنج پہونچا اور حیران تھے کہ اپنی بیٹی کا رشتہ کس سے

اور کہان کرین آخرش اونھون نے اپنے درد بھرے دلسے حضور کیخدمت مین درخواست کی

اور اسقدر اصرار کیا کہ چار و ناچار حضرتکو جناب حفصہ سے نکاح کرتے ہی بن پڑا۔

بدر کی شکست سے ابو سفیان بہت نادم تھا گھر سے باہر نکلنا ترک کر دیا لیکن اوسکی زوجہ ہندہ

اوسکو دن رات اُبھارتی رہتی تھی کیونکہ اوسکا باپ چچا اور بھائی بدر کی لڑائی مین مارا گیا تھا

آخرش اوسکی طعن و تشنیع نے ابو سفیان کو پھر ابھارا وہ تین ہزار قریش کو آمادہ نبرد کر کی

مکہ سے باہر نکلا انمین سے سات سو جنگ آزمودہ سوار تھے جنکا سردار خالد ابن ولید تھا

باقی دو ہزار تین سو پیادہ فوج تھی جسکا افسر عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

یہ خبر حضرت کو پہونچی اپنے اصحاب سے مشورہ کیا مسن لوگون کی رائے تھی کہ مدینہ مین

محصور ہوکر دشمن کے حملہ کو روکین اور نوجوانون کی رائے تھی کہ ہم کھلے میدان مین

اون سے مقابلہ کرینگے آخرش نوجوانون کی رائے کو غلبہ رہا اور ایک ہزار کی جمیعت سے

لشکر اسلام باہر نکلا جنمین سے تین سو یہودی تھے۔ چونکہ یہودیون پر کامل بھروسہ نہ تھا

اسلیے وہ واپس کر دیے گئے اور کل سات سو مسلمان رہ گئے۔ ان بے سروسامان

پردیسیون غریبون کے پاس صرف دو گھوڑون کے سوار اور کچھ لوگ تیرانداز تھے۔

غرض اس فوج اسلام نے مدینہ سے چھ میل آگے بڑھکر احد کی پہاڑی پر قیام کیا اسطرف سے دشمن نے بھی آکر مقابلہ مین خیمہ ڈالدیے جب صبحکو مسلمان نماز سے فارغ ہوے دشمن کی اسقدر جمعیت دیکھکر گھبرائے مگر حضرت نے ایک آزمودہ کار سپہ سالار کی طرح لشکر کو ترتیب دیا تاکہ دشمن کسیطرف سے بھی بے کھٹکے حملہ نہ کر سکے تیر اندازون سے کہدیا خواہ کچھ ہی ہو تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا اور مسلمانون کو منع کیا کہ تم حملہ مین سبقت نہ کرنا اور ذات خدا پر بھروسہ رکھنا جب دشمن تمکو مارنے مین سبقت کرے تو تم اونکے حملون کو روکنا اور حفاظت کے تمام ذرایع کام مین لانا الغرض قریش نے صف آرائی کر کے بے تحاشا ایک سخت حملہ کردیا مسلمانون نے باوصف قلت جمعیت کے اوس حملہ کو خوب روکا گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار مسلمان غالب ہوے لشکر کفار کو پسپا کر دیا لیکن۔ تیر اندازون نے حضرت کی ہدایت کے خلاف اپنی جگہ کو لوٹ کی طمع مین چھوڑ دیا۔ جس سے خالد کو بے کھٹکے حملہ کر دینے کا بہت اچھا موقع ملگیا اونسے لشکر اسلام کی پشت سے ایک دفعہ اپنے رسالہ کو اچانک حملہ کردینے کا حکم دیدیا خالد کی اس کاروائی سے مطلع ہو کر بھاگے ہوے کفار بھی لوٹ پڑے۔ اب یہ تھوڑے سے بے سروسامان مسلمان بیچ مین آگئے بہت کچھ اس حملۂ گران کو روکا مگر کہان تازہ دم سوارون کا رسالہ کہان تھکے ماندے غریب بے سروسامان پیادہ مسلمان آخر کار بہت سے اسلامی بہادر کام آئے حضرت کے چچا امیر حمزہ بھی شہید ہوے اوسوقت سب مسلمان بدحواس ہو کر منتشر ہوگئے صرف حضرت محمد صاحب اور علی مرتضی میدان جنگ مین ثابت قدم رہے۔

علی مرتضیٰ نے اس نازک حالت مین نہایت شجاعت اور استقلال کے ساتھ دشمنون کو
آنحضرت کے قریب آنے سے روکا اور لڑتے بھڑتے اپنی لشکرگاہ تک آ گئے۔ افواہ گا خبر بھی
اُڑ گئی تھی کہ محمد صاحب شہید ہو گئے لیکن جب مسلمانون کو معلوم ہوا کہ حضرت بخیریت ہین
واپس آنے لگے۔ لڑائی کے بعد ہندہ زوجۂ ابوسفیان میدان مین آئی اور اوسنے امیر حمزہ
کی لاش کے ناک کان کاٹے اونکا جگر نکالکر چبایا اسلیے کہ اوسکے عزیز واقربا جنگ بدر
مین امیر حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ جب قریش بھی اپنے خیمہ گاہ کو چلے گئے
تو حضرت مع اصحاب کے میدان مین آئے اور اپنے چچا حمزہ کی لاش کو دیکھکر بہت مغموم
ہوئے پھر آپ نے سب مسلمانون کی تجہیز و تکفین کی۔ ابوسفیان نے اپنے مین بار دیگر
تاب مقابلہ نہ پاکر مکہ کو واپسی اختیار کی اور ایکسال کے لیے مسلمانون سے صلح کر لی۔
جنگ احد کے بعد قبیلہ بنی نضیر کے یہودیون نے دوستی کے پردہ مین مسلمانون کو تباہ کرنیکی
تدبیر نکالی دعوت کے بہانے سے حضرت کو بلایا آپ مع اصحاب کے تشریف لیگئے اُنھون نے
ایک کہنہ دیوار کی اوٹ مین فرش بچھایا حضرت کو اصرار کر کے اوس جگہ بٹھایا مگر کسی تدبیر
سے حضرت کو بھی یہ راز معلوم ہو گیا کہ وہ دیوار گرا کر سب کا کام تمام کرنا چاہتے ہین آپ فوراً
وہان سے اُٹھے کسی سے کچھ نہ کہا اور جنگل کی طرف چلدیے لوگ سمجھے کسی ضرورت سے جاتے ہین
لیکن آپ اُنکے داؤن سے نکل گئے کچھ دیر انتظار کر کے اصحاب بھی چلے آئے۔
مسلمانون نے اس شرارت کو معلوم کر کے یہودیون سے بدلہ لینا چاہا وہ تاب مقابلہ نہ لاکر
بعض ملک شام کیطرف اور بعض قلعۂ خیبر کی طرف چلے گئے اون کا مال واسباب مسلمانونکے ہاتھ آیا

لیکن حضرت نے حکم دیا کہ یہ مال واسباب راہ خدا مین غربا او رمساکین کو تقسیم کیا جاوے
کیونکہ جو مال بغیر جہاد کے ملے اوسمین مسلمانونکا کچھ حق نہین ہی۔
اس واقعہ سے یہود جو پہلے پوشیدہ چوٹین کرتے تھے اب کھلم کھلا عداوت پر آمادہ ہوگئے
اسی زمانہ مین ایک اور دشمن نے منھہ دکھایا یعنی قبیلۂ بنو المصطلق کے لوگون نے اپنے بادشاہ
حارث کی سرکردگی مین مسلمانون پر چڑھائی کی حضرت کو جب معلوم ہوا تو چیدہ چیدہ سوار
اور پیادہ بھیجے اُنھون نے ہو بجکر راہ مین حارث کو شکست دی وہ بہت مشکل سے جان بچاکر
بھاگ نکلا اوسکی فوج کے کچھ آدمی اسیر ہوے اور حارث کی دختر بھی اسیری مین آئی۔
جسکا نام جویریہ بنت حارث تھا اور گرفتار کنندہ اوسکا ثابت ابن قیس تھا یہ سب قیدی
رسم ورواج ملک کے مطابق تمام فوج کی غلامی مین تقسیم ہوگئے۔ جویریہ نے اپنی کنیزی
کو ننگ وعار سمجھکر ثابت ابن قیس سے یہ قول وقرار لیا کہ اگر وہ ایک معقول رقم تاوان کی ثابت
کے حوالہ کردے تو کنیزی سے آزاد ہوجاوے ثابت نے اس بات کو بخوشی منظور کرلیا لیکن
اوس بیچاری قیدن سے یہ رقم کیونکر ادا ہوسکتی تھی آخرش اوسنے حضرت کی خدمت مین ہوبجکر
اپنا دردِ دل کہہ سنایا آپ کا دل اوسکی یہ حالت دیکھکر بھر آیا اپنے پاس سے کل رقم تاوان
کی ثابت ابن قیس کو دیکر جویریہ کو آزاد کراکے عزت وحرمت کے ساتھ اُسکے والدین
کے گھر بھجوادیا۔ اس اثنا مین جویریہ کا باپ بھی بہت سا مال وزر لیکر اپنی بیٹی کے آزاد
کرانیکو آیا اُسنے خدمت مین ہوبجکر حضرت کا حسن اخلاق ملاحظہ کیا۔ اور جو سلوک کہ اسکی
غیبت مین اوسکی لڑکی سے کیا گیا اوسکا حال سنکر اوسکے دلپر بے انتہا اثر ہوا وہ لڑکی کو

کرانے آیا تھا۔ مگر اب خود حضرت کی غلامی مین داخل ہونا باعث افتخار سمجھا حضرت کے
پائون پر گر پڑا اور نہایت خوشی اور رضا و رغبت سے دین اسلام قبول کیا اوسکا تمام خاندان
بھی مسلمان ہو گیا۔ حارث نے یہ بھی خواہش کی کہ ہمارے لیے سب سے بڑی دولت تو دین اسلام
ہے لیکن اوسکے ساتھ ہی یہ بھی آرزو ہے کہ بندہ زادی کو زمرۂ کنیزان مین داخل کرنا
قبول فرمایا جاوے حضرت ابھی تامل مین تھے کہ یہ درخواست منظور کی جاوے یا نہین
اتنے مین یہ خبر تمام لشکر مین اُڑ گئی کہ شاہزادی جویریہ حضرت کی زوجیت مین آگئی۔ اس
خبر کے اُڑتے ہی لوگون نے اون تمام قیدیون کو جو کہ جویریہ کے اہل قبیلہ سے تھے آزاد کر دیا
حضرت کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اب انکار کرنا نامناسب تھا جویریہ کو زوجیت کا شرف
بخشا گیا اس نکاح کی خیر و برکت یہ ہوی کہ تمام قبیلہ بنو المصطلق دین تثلیث چھوڑ کر مسلمان ہو گیا
اس غزوہ بنو المصطلق کے ساتھ ایک اور بھی واقعہ پیش آیا جسکو قصہ افک کہتے ہین یعنی
اس لڑائی مین آنحضرت کے ساتھ حضرت عائشہ بھی تھین جب قافلہ واپس ہونے لگا
تو حضرت عائشہ بھی اونٹ کے قریب سوار ہونے کو تشریف لائین اوسوقت اونکو یاد آیا
کہ مین اپنا ہار جہان ٹھہری تھی بھول آئی ہون اوسکو لینے چلی گئین شتربان نے اون کو
اونٹ کے پاس سے جاتے ہوے نہ دیکھ کر یہ خیال کیا کہ سوار ہو چکی ہین اونٹ کو بڑھا دیا
کیونکہ سب قافلہ چل چکا تھا حضرت عائشہ کو ہار ڈھونڈنے مین ذرا دیر لگی جب واپس
آئین اونٹ کو نہ دیکھکر پریشان ہوئین سر راہ بیٹھ گئین اور فکرمند تھین حضرت کی لشکر
مین کچھ لوگ اس کام پر مامور تھے کہ ہمیشہ قافلہ کے بعد گری پڑی چیزون کو دیکھ کر چلا کرین

اور سرداران سب کے ایک مرد حسن حضرت کے صحابی صفوان رضی اللہ تعالی تھے جب وہ اپنے وقت

مقررہ پر روانہ ہوے حضرت عائشہ کو سر راہ فکرمند بیٹھا ہوا دیکھا فوراً ناقہ سے اوتر پڑے اونکو

سوار کر کے خود مہار ناقہ تھا مکر مثل ساربان کے پیادہ پا چلے اور قافلہ سے جا ملے خبیث الباطن

لوگون نے جنکے دل ہمیشہ ناپاکی سے بھرے رہتی ہین حضرت عائشہ پر بہتان باندھی حضرت بھی

بمقتضاے بشریت فکرمند ہوے لیکن اللہ تعالی نے اس بے اصل بہتان کی غلطی کو حضرت پر

ظاہر کر دیا آپنے قانون شرعی کے مطابق اتہام لگانیوالونکو اسی ضرب تازیانہ کی سزا کا حکم دیا۔

ابو سفیان نے جو سال بھر کی مہلت حاصل کی تھی اس زمانہ مین اوسنے ہر ایک سردار قبیلہ کے

پاس جاکر اونکو اپنی معاونت پر آمادہ کر لیا میعاد صلح کا ختم ہونا تھا کہ وہ دس ہزار ٹنڈی دل

فوج لیکر مدینہ پر چڑھ دوڑا حضرت کو بڑی فکر ہوئی یہان سامان جنگ کیسا غریب مسلمانونکی

پاس پہننے تک کی کپڑے نہین ہین۔ آخر سلمان فارسی کی یہ راے قرار پائی کہ شہر کے چارطرف

کچھ فاصلہ پر ایک خندق کھودوائی جاوے تاکہ دشمن یک بیک شہر پر حملہ نہ کر سکی۔ اس تجویز پر

سب متفق ہو گئے مگر ان بیچارون کے پاس کونسی سفرمینا کی پلٹن تھی جو اس کام کو خوبی سے

انجام دیتی بیچارے آپ ہی پھاوڑے سنبھال کر کھودنے کھڑے ہو گئے حضرت بھی اونکے

ساتھ کدال لے کر کھودتے تھے۔ ان غریبون کی حالت قابل تصور ہے دس ہزار فوج مسلح کو

جو سراپا غرق آہن ہے مقابلہ کرنا ہی خبر ہے کہ دشمن اب آیا اب آیا خندق کا کام ابھی شروع

ہوا ہی اس فکر مین کھانا پینا تک بھول گیا کوئی غریب کھجورون کی ٹوکری لے آیا دو ایک

دانے منھ مین ڈال لیے اور کام پر لگے ہوے ہین اللہ اللہ کر کے خندق کی کھدائی ختم ہوئی

آن پہونچا جون تون کر کے تمام شہر کے مسلمان بھی گرتے پڑتے تین ہزار تک ہو گئے اور
دشمن کے مقابلہ مین آ جمے۔ اگرچہ بظاہر مسلمانون کے پاس کچھ ساز و سامان نہ تھا مگر دلون
مین ولولۂ ایمان اور زور صداقت ضرور تھا آخرش کفار نے یکدم حملہ کر دیا مگر خندق کے
قریب پہونچکر اون کو رکنا پڑا عمر ابن عبدوُد اور عکرمہ بن ابی جہل اور چند تنومند جوان
خندق کے اسطرف آ گئے اور پکار کر کہا آؤ کون ہمارا مقابلہ کرتا ہے۔ اسطرف سے حضرت علی
مقابلہ کو نکلے اور عمر ابن عبدوُد کو بڑی بہادری سے تہ تیغ کیا بعد اوسکے نوفل ابن عبداللہ
کو بھی جو شجاع ترین لشکر کفار سے تھا قتل کیا پھر لڑائی عام طور کی ہو گئی طرفین کے لوگ
بہت کام آئے عکرمہ بن ابی جہل سردار لشکر کفار بہت زخمی ہوا اور بمشکل جان بچا لے گیا۔
کئی روز تک متواتر لڑائیان لڑنے کے بعد کفار بھاگ نکلے اور میدان جنگ مسلمانون کے ہاتھ رہا
اس لڑائی مین قبیلہ بنی قریظہ کے یہود جو مسلمانون سے مصالحت کا اقرار کر کے کفار قریش
سے مل گئے تھے۔ لڑائی ختم ہونے پر اون سے جرم بغاوت کی باز پرس کیگئی اور بجز اس کے
کہ اب وہ اسلام قبول کرین اور کوئی صورت اون سے اطمینان کی نہ تھی۔ اونھون نے اسلام
قبول کرنے سے انکار کر کے کہا کہ جرم بغاوت کی سزا جو کچھ سعد ابن معاذ تجویز کرین وہ منظور ہے
چونکہ تمام سپاہ انپر آگ بگولہ ہو رہی تھی اور سعد بھی اونکی بغاوت سے ناراض اور آئندہ کیلیے
غیر مطمئن تھے اس لیے اونھون نے صاف حکم دیا کہ ایسے عہد شکن باغیون کو ضرور سزای موت
ملنا چاہیے چنانچہ دو ڈھائی سو آدمی جان سے مارے گئے ممکن ہے کہ آنحضرت اسقدر سخت حکم
نہ دیتے مگر سعد ابن معاذ کا فیصلہ قطعی طور پر قابل تسلیم مان لیا گیا تھا۔ اب اسمین ترمیم ہونا ناممکن تھا

اس مقام پر جو لوگ مسیح سے آنحضرت کا مقابلہ کرتے ہین - وہ بہت غلطی پر ہین اسلیے کہ حضرت کو ایسے واقعات پیش آے جنسے ابعین کی حفاظت کیلیے عنان حکومت بھی اپنے ہاتھ مین لینی پڑی اور یون بھی حضرت شریف مکہ ہونے کی وجہ سے عرب مین ایسا ذاتی اعزاز رکھتے تھے کہ آپکے خاندان کے آگے تمام ملک کی گردنین جھکتی تھین اور اب تو خدا نے خاصی بادشاہت دیدی تھی ایسی حالت مین آپکی احکام کا مقابلہ ہوسکتا ہی تو خداترس بادشاہون - اور فرمانرواؤن سے نہ کسی تارک الدنیا درویش سے -

کچھ دنون کے بعد حضرت اور مہاجرین مکہ کو اپنے وطن کی یاد آئی اور حج کا زمانہ بھی قریب آگیا تھا ڈیڑھ ہزار آدمی آپکے ہمراہ چلنے کو تیار ہوگئے - سب بغیر ہتھیار تھے اور یہ حکم تھا کہ کوئی لڑائی کا خیال بھی دل مین نہ لاوے - ان کے آمد کی خبر سنکر قریش ایک بڑی بھاری فوج لیکر راہ مین حائل ہوگئے - مسلمانون نے اپنے آنے کی غرض سے اون کو مطلع کیا مگر اونھون نے صاف کہلا بھیجا کہ ہم اہل اسلام کو حدود مکہ کے اندر بھی داخل نہ ہونے دینگے اور اپنے سپاہیونکو حکم دیا کہ جو مسلمان کعبہ کی طرف بڑھے اوسکا سر کاٹ ڈالو بعض بے ادبون نے حضرت پر بھی پتھر مارے اور تیر چلاے مسلمانون کو بھی اون کی بے ادبی پر غصہ آیا اور کئی ایک کفار کو پکڑ کر حضرت کی خدمت مین لے گئے مگر آپنے اونکو صاف چھوڑ دیا - اور پھر قریش کو پیغام دیا کہ ہم لڑنے کو نہین آئے ہین ؎ ما برای وصل کردن آمدیم ٭ نے برای فصل کردن آمدیم ٭ آپنے یہ بھی کہلا بھیجا کہ جو شرائط تم لوگ کروگے وہ بھی ہمکو منظور ہین - چنانچہ بہت کچھ ردو قدح کے بعد سرداران قریش آئے اور ایک صلح نامہ ان شرائط پر تحریر کیا گیا کہ دس سال تک

فریق دوسرے پر حملہ نہ کرے اگر کوئی قریش اپنے سردار کی بلا اجازت مسلمانون کے پاس چلا جاوے تو وہ قریش کے حوالہ کیا جاوے۔ اگر کوئی مسلمان قریش سے آکر مل جاوے گا تو وہ مسلمانون کو واپس نہ کیا جاوے گا اب مسلمان آگے نہ بڑھین اور سال آئندہ بے ہتھیار تین روز کے واسطے مکہ مین آنیکی اجازت ہی۔ اس صلح سے مسلمان شکستہ دل ہو کر مدینہ کو واپس آئے
حضرت محمد صاحب سے پہلے اور بھی پیغمبران اولوالعزم مثل حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام گذر چکے تھے مگر اون کی نبوت اور آپکی رسالت مین بڑا فرق یہ تھا کہ وہ صرف اپنے بھائیون یعنی بنی اسرائیل کی ہدایت کو اپنا فرض سمجھتے تھے حضرت موسیٰ کی تمام عمر بنی اسرائیل ہی کے معاملات مین صرف ہوئی اور حضرت عیسیٰ بھی یہی فرماتے رہے کہ مین بنی اسرائیل کی بھولی بھٹکی بھیڑون کو راستہ دکھانے آیا ہون مگر حضرت محمد صاحب نے اس معاملہ مین تخصیص سے کام نہین لیا آپنے بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونون کو ایک آنکھ سے دیکھا بلکہ تمام دنیا کو اپنا بھائی سمجھا اور سبکو یکسان محبت اور دردمندی کے ساتھ پیغام الٰہی پہونچایا شاہ و گدا دونون کو یکسان دعوت اسلام کی طرف بیدھڑک بلایا۔ اس سال حضرت نے بڑے بڑے بادشاہون کو دین حق کی طرف مدعو کیا ان مین سے چار نہایت قابل ذکر ہین (۱) کسریٰ خسرو پرویز شاہ ایران (۲) ہرقل شہنشاہ روم (۳) نجاشی شاہ ملک حبش (۴) شاہ بنی غسان۔ ان خطوط کا مضمون بہت سادہ تھا جسکا خاکہ یہ ہے۔
یہ خط محمدؐ کی طرف سے ہی جو اللہ کا بندہ اور پیغام پہونچانے والا ہی فلان بادشاہ کی طرف معلوم ہو کہ جس نے توحید الٰہی کے دین کو اپنا شعار بنایا وہ ہمیشہ کی سلامتی مین آیا مین تمہین

اوسی دین وحدانیت کی طرف بلاتا ہون اگر تم خداے واحد و بزرگ پر ایمان لاؤگے تو
دین ودنیا کی سلامتی پاؤگے۔
شاہ ایران نے حضرت کا نامہ پڑھکر چاک کرڈالا جب آپکو معلوم ہوا تو فرمایا کہ اگر وہ راہ حق
اختیار نہ کرے گا تو اوسکی سلطنت اسیطرح چاک چاک ہوجاویگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
شاہ روم نے حضرت کے قاصد کا بہت اعزاز کیا حضرت کا پیغام تمام دربار مین سنایا اور
دل سے دین اسلام کی خوبیون پر مائل ہوا مگر ساری قوم کے لحاظ سے یک تخت اپنا
دین نہ چھوڑ سکا بہت سے تحائف حضرت کی خدمت مین بھیجکر سفیر کو عزت واحترام سے واپس کیا
نجاشی شاہ حبش نے سفیر محمدی کی بہت تعظیم کی بیچے دلسے دین اسلام قبول کیا ایک نہایت
بیش بہا ابادیا گھوڑا اور چند قابل قدر تحائف حضرت کی خدمت مین روانہ کیے۔
شاہ بنی غسان نے نہایت بے دردی سے حضرت کے سفیر کو قتل کرڈالا اس واقعہ سے
مسلمانون کے دلون کو بہت صدمہ پہونچا مگر خدا نے یہ بدلہ دیا کہ یہی واقعہ فتح روم وشام کا باعث ہوا
چونکہ یہودی ہمیشہ خفیہ اور علانیہ مسلمانون کی تباہی پر آمادہ رہتے تھے اب انھون نے
خیبر مین جو مدینہ سے تین چار منزل پر گوشۂ شمال ومشرق مین واقع ہے اپنی جمعیت کو
فراہم کرنا شروع کیا۔
خیبر کے علاقہ مین کئی ایک قلعہ تھے ان سب مین مضبوط اور نہایت مستحکم قلعۂ قموص تھا۔
ان سب مین یہودیون کی ایک کثیر جماعت فراہم ہوئی اور بعض قبائل عرب بھی اُن سے
متفق ہوگئے جب مسلمانون کو خبر ہوئی دیر کرنی مصلحت نہ سمجھی ابتدای محرم ۷ ھ مین

قلعہ خیبر پر جا چڑھے اور اسقدر جان توڑ کر لڑے کہ یکی بعد دیگرے ہر ایک قلعہ کو فتح کیا اور بالآخر قلعہ القموص علی مرتضی کی خداداد شجاعت سے فتح ہو گیا یہودیون کے سرداران قوم اور نامی پہلوان حارث و مرحب حضرت علی کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اس قلعہ کے فتح ہوتے ہی یہودیون کی ہمت ٹوٹ گئی سب نے حضرت محمد صاحب سے معافی مانگی اور نیک سلوک کی خواہش کی حضرت نے اونکی تمام ملکیت واپس دی اور یہ شرط کر لی کہ آیندہ سے مسلمانون کی برخلاف سر نہ اٹھائینگے۔ اسی زمانہ مین ایک یہودن نے حضرت کو دعوت کی بہانے کھانے مین زہر دیا جسکو کھاتے ہی حضرت کا ایک رفیق مر گیا اور آپکی صحت مین بھی فرق آیا لیکن اسکو عورت سمجھکر آپنے کچھ نہ کہا اور اپنے قبیلہ مین امن و چین سے رہنے کی اجازت دی۔

جب حضرت محمد صاحب خیبر سے مدینہ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا جو نہایت نیک اور با ایمان عورت تھی شوہر ابی سینیا مین مر گیا اور وہ مدینہ آئی ہوئی ہے اسنے خواہش کہ مثل سودہ کی حضرت اسکو بھی اپنی زوجیت کا شرف بخشین۔ حضرت نے یہ خیال کر کے کہ اس شادی مین ابو سفیان سے بہت قریب کا رشتہ قائم ہو جائیگا جو اوسکی عداوت کو ضرور کم کر دیگا۔ ام حبیبہ کو جو ادھیڑ عمر کی عورت تھی اور پہلی شوہر سے ایک لڑکی حبیبہ نام رکھتی تھی اپنی زوجیت مین داخل کر لیا۔

ختم سال کے بعد ایام حج مین آنحضرت مع اپنے مہاجرین و انصار کے حج کیواسطے تشریف لیگئے اور مکہ مین تین روز تک قیام کیا آپ تھے یہ بھی چاہا کہ اہل مکہ کی ضیافت عہد و پیمان پورا کر نیکے شکریہ مین کرین مگر اُنھون نے کہلا بھیجا کہ اب تین دن پوری ہو چکی آپ فوراً شہر سے باہر نکل جاوین چنانچہ آپنے پیغام سنتے ہی شہر سے باہر چند میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ حضرت محمد صاحب اور آپکی تابعین نے اس تین دن کی قیام مین اس حسن اخلاق سے اہل مکہ کے ساتھ برتاؤ کیا کہ وہ سب دلسے متاثر ہوے اور بہت سے اوسیوقت مثل خالد بن ولید اور عمرو عاص وغیرہ کی مسلمان ہو گئے۔ حضرت نے مکہ مین قبیلہ قریش کی

ایک بڑھیا عورت کی خواہش پر جسکی عمر پچاس سال سی زائد تھی اور جسکا نام میمونہ تھا بمصالح چند نکاح کر لیا۔ اسمین ایک بڑی
مصلحت یہ بھی کہ میمونہ خالد کی بہت قریبی رشتہ دار تھی اس قرابت سے خالد السا دشمن جانی اور مشہور بہادر حضرت کا جان نثار بنگیا
چونکہ شاہ بنی غسان نے مسلمانون کی ایلچی کو مار ڈالا تھا اسلیے اوس سے انتقام لینے کے لیے تین ہزار بہادر مسلمان روانہ کیے گئے
شاہ بنی غسان کا مذہب عیسائی تھا اسنے شاہ روم سی مدد طلب کی اور مسلمانون سے بہت لڑائی لڑا آخر کار شہر موتہ کی قریب جو
شام مین واقع ہی میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا لیکن اس لڑائی مین مسلمانون کا بہت نقصان ہوا۔

اہل مکہ نے جو مسلمانون سے معاہدہ کیا تھا اوسمین یہ شرط تھی کہ قریش بمکہ اہل اسلام کی طرفدارون کو نہ ستا دین اور اہل اسلام قریش
کے طرفدارون سے نہ لڑین مگر قریش نے اس صلح نامہ کی بالکل مخالفت اختیار کر کے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی قبیلہ بنی خزاعہ
جو مسلمانون کا طرفدار تھا اوس سے اور قبیلہ بنی بکر سے جو قریش کا طرفدار تھا باہمی جنگ چھڑ گئی۔ دونون قبیلہ اپنے اپنے طرفدارونسے
خواہان امداد ہوی مگر مسلمانون نے بلحاظ شرائط اقرارنامہ کے امداد دہی سے انکار کر دیا لیکن سرداران قریش نے اس
اقرارنامہ کا بالکل خیال نہ کیا بنی بکر کی کافی امداد کی ساتھ خود بھی شامل جنگ ہو گئی تاکہ طرفداران اسلام کو ضعف پہونچایا جاوے
اس چڑھائی مین بنی خزاعہ پر اسقدر زیادتی کیگئی کہ اونکو حرم محترم کے حدود کی اندر بھی پناہ نہ دیگئی ہرچند اونھون نے
کہا کہ خدا سی ڈرو اور حدود مکہ کے اندر خونریزی سے باز رہو حرم کعبہ کی عزت مین بٹہ نہ لگاؤ لیکن قریش نے ایک نہ سنی
اور مسلمانون کو بڑی بے رحمی سی شہید کیا حضرت محمد صاحب کو جب خبر ہوئی تو قریش کے ظلم و تعدی عہد شکنی اور بالتخصوص
حرم کعبہ کی حرمت برباد کرنیسے بہت رنج ہوا اور آپنے فریادیون سے کہدیا کہ مین اگر تمھاری مدد نہ کرون تو خدا میری مدد نکرے
آپکا یہ فرمانا تھا کہ اہل اسلام نے جہاد کی تیاریان شروع کر دین ۱۷ رمضان المبارک کو اس جنگ کا اعلان کر دیا گیا۔
بہت جلد دس ہزار مسلمان آپکی ہم رکاب ہو کر مکہ کو روانہ ہوی اس مقام پر توریت کی وہ پیشین گوئی صادق ہوتی کہ جسمین
حضرت موسی اور عیسی اور آنحضرت کی ظہور کی بشارت دیگئی ہی۔ کتاب استثنا باب ۳۳۔ خداوند سینا سی آیا۔ اور

شعیر سے اُنپر طلوع ہوا فاران کی چوٹیون سے وہ جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدوسی اُسکے ساتھ ہین اُسکے داہنے ہاتھ مین آتشی شریعت ہے
اس پیشین گوئی مین کوہ سینا سے آنیوالا موسی اور شعیر سے طلوع ہونے والا مسیح ہے اور فاران سے جلوہ گر ہونیوالے حضرت
محمد صاحب ہین ایسلیے کہ فاران نام ہے مکہ کے پہاڑ کا جیسا کہ آنحضرت سے پہلے کا واقعہ شاعر بیان کرتا ہے ۵ نہان ابر ظلمت مین تھا مہر نور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پہ ۔ اور دس ہزار قدوسیون سے مقصود وہ دس ہزار پاک باطن مسلمان ہین جو حضرت کی ہمرکاب ہین
اور آتشی شریعت سے مقصود وہ روشن اور نورانی شریعت محمدی ہے جسنے دنیا سے کفر کی تاریکی کو دور کردیا اور جسطرح آگ
ناپاک چیزون کو پاک کردیتی ہے اسیطرح آپکی شریعت نے اہل ضلالت وجہالت کی قلوب کو پاک و صاف کرکے
زنگ کفر وشرک کو برطرف کردیا۔ اب لشکر اسلام منزلین طے کرتا ہوا قریب مکہ جا پہونچا اہل مکہ کو لشکر اسلام کی آمد سے
فکر ہوئی آخرکار مقابلہ کا سامان شروع کیا لیکن مسلمانون کی ایسی دھاک بندھ گئی تھی کہ دشمنون کی ہاتھ پاؤن پھولگئے تھے
ابوسفیان ایک روز لشکر اسلام کا کھوج لگانے گھر سے نکلا ایک جنگل مین جہان حضرت کا پڑاؤ تھا پہونچکر دیکھا کوسون تک
آگ روشن ہے ہر طرف سپاہ اسلام بکھری دکھائی دیتی ہے آخرکار وہ حضرت کی چچا عباس سے ملکر حضرت محمد صاحب کی خدمت مین
پہونچا اور آپکا حسن اخلاق دیکھکر برضا ورغبت مسلمان ہوگیا صبح کو جب حضرت کا لشکر مکہ کیطرف بڑھا ابوسفیان نے سب سے پہلے
دوڑکر شہر مین خبر کی کہ مین تو دین اسلام کی صداقت دیکھکر دلسے مسلمان ہوگیا ہون بہتر ہے کہ تم بھی بت پرستی چھوڑدو
ورنہ آج کوئی قوت لشکر اسلام کو روک نہین سکتی اس اثنا مین حضرت کا لشکر بے دھڑک مدینہ مین داخل ہونیلگا کسیکو
روک ٹوک کی مجال نہ تھی مگر عکرمہ بن ابی جہل نے ایک دستہ فوج سے اچانک خالد کے لشکر پر حملہ کیا اور دو مسلمان
سپاہی شہید ہوگئے خالد نے نرمی سے منع کیا کیون بیوقوفی سے جان کھوتے ہو حضرت کی حکم کی دیر ہے ورنہ چند
لمحون مین ہم تمکو پیسکر رکھدینگے اس تھوڑی سی مٹھ بھیڑ مین بھی قریش کے ۲۸ اٹھائیس آدمی مارے گئے اور اُنھون نے
سمجھ لیا کہ مسلمانون کا روکنا ہماری قوت سے باہر ہے۔

حضرت نے اونٹنی ہی پر سے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر اندر جاکر تین سو ساٹھ بتون کو چھڑی کے اشارہ سے گرادیا اور
ہبل کو جو سب بتون سے بڑا اور بلند تر تھا آپکے حکم سے علی مرتضی نے شانہ اقدس پر بلند ہو کر توڑ کر پھینکدیا۔
اہل مکہ اس خوف سے کہ آج حضرت اپنی مظلومیت کا خوب انتقام لین گے کانپے جاتے تھے اور بعض لوگ شہر چھوڑ کر بھاگنے
لگے تھے لیکن آپنے فورًا منادی کرادی کہ کوئی مسلمان تلوار نہ کھینچے اور کوئی مکہ کا آدمی گھر چھوڑ کر نہ جاوے مین تمسے
بدلہ لینے نہین آیا ہون بلکہ مین تمسے رحمت و شفقت کرنے پر مامور ہوں مین تمسے وہ سلوک کرونگا جو یوسف نے
اپنے بھائیون سے مصر مین کیا تھا لیکن جب اون دو مسلمان مقتولین کی لاشین حضرت کے سامنے پیش کی گیئن
جنکو عکرمہ بن ابی جہل نے سبقت کر کے حدود مکہ کے اندر قتل کیا تھا تو حضرت کو بمقتضاے عدل و انصاف یہ حکم دینے کی
ضرورت ہوئی کہ عکرمہ گرفتار کر کے حاضر کیا جاوے۔ یہ حکم سنکر عکرمہ بھاگ نکلا اور اوسکی عورت نے اپنے لاوارث بچے لاکر حضرت
کے سامنے ڈالدیے کہ عکرمہ کی عدم موجودگی مین انکی پرورش کیسے ہوگی حضرت کو اونکی حالت دیکھکر رحم آگیا۔ اور
عکرمہ کا خون معاف کر دیا۔ اوسکی عورت عکرمہ کو ڈھونڈھکر لائی اونے حضرت کا خلق عظیم دیکھکر اسلام قبول کر لیا۔
وحشی قاتل حمزہ اور ہندہ جگرخوارہ کی نسبت سبکو یقین تھا کہ حضرت اپنے چچا کا انتقام ان دونون سے ضرور لیوینگے
لیکن جب یہ دونون حضرت کے سامنے پیش ہوے تو سبسے اول یہی بات کہی کہ ہم مسلمان ہو کر آئے ہین حضرت نے انکا
بھی خون معاف کر دیا۔ یہ منظر بھی قابل دید تھا کہ حضرت محمد صاحب کوہ صفا پر بیٹھے ہوے تھے ہر طرف سے اہل مکہ
داخل ہوتے اپنی خطاؤن کی معافی چاہتے اور برضا و رغبت دین اسلام قبول کرتے جارہے تھے۔ غرض تھوڑی
دیر مین تمام قریش مکہ بغیر کسی قسم کے جبر کے سچے دلسے مسلمان ہو گئے۔ چونکہ اہل مدینہ پیشتر ہی حضرت سے یہ اقرار لیچکے تھے
کہ جب خدا آپکو مکہ پر فتحیاب کرے تو بھی ہم غریبون ہی کے شہر مین قیام رہے۔ چنانچہ حضرت کچھ دنون مکہ مین رہکر مدینہ کو
مراجعت فرما ہوے۔ اسی زمانہ مین قبیلہ بنی ہوازن اور قبیلہ بنی ثقیف کے لوگون نے ایک بڑی جمعیت

فراہم کرکے مکہ پر چڑہائی کی صداقت کا زندہ دیکھیے وہی اہل مکہ جو حضرت محمد صاحب کے خون کے پیاسے تھے اب حضرت ہی کیطرف سے دشمن کے مقابلہ مین لڑنے کو نکلے لشکر مخالف کو شکست ہوئی اور بنی ثقیف بھاگ کر اپنے قلعہ طائف مین پناہ گزین ہوے اور قبیلہ بنی ہوازن کو لوگ گرفتار ہوکر دستور ملک کی مطابق حلقہ غلامی مین آکر فوج پر تقسیم ہوگئی۔

بنی ہوازن سے فراغت پاکر اہل اسلام نے قلعہ طائف پر چڑہائی کی اور اس قلعہ کو بھی فتح کرلیا اونکے بتون کو جنمین سب بڑا لات تھا حضرت کی حکم سے توڑ ڈالا ان لوگون نے اطاعت تو قبول کی مگر مذہب اسلام اختیار نہ کیا۔ آپنے اون کو اوسی حالت پر رہنے دیا اور مدینہ کو مراجعت فرمائی۔

مدینہ مین قبیلہ بنی ہوازن کی چند عمائدین آپکی خدمت مین حاضر ہوے اپنی شرارت کی معافی چاہی اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ کی لوگ جو اہل اسلام کی غلامی مین آگئی ہین اونکو ازراہ کرم رہائی بخشی جاوے چونکہ یہ غلام دستور ملکی کی مطابق تمام سپاہ مین تقسیم ہوچکے تھے اسلیے ہر ایک سے اونکا واپس لینا دشوار تھا ماسوا اسکے یہ لوگ بت پرست تھے لیکن حضرت کو انپر رحم آگیا اور کہا کہ جب ہم سب نماز کیلیے مسجد مین جمع ہون تو وہان آکر اپنا درد دل بیان کرنا چنانچہ بعد نماز ظہر کے وہ لوگ مسجد مین آگئے اور آنحضرت سے اور سب مسلمانون سے عرض حال کیا۔ آپنے سنکر فرمایا مین تو اپنا اور اپنے قبیلہ کا حصہ چھوڑتا ہون یہ کہکر اون غلامون کو بلاکر ہمیشہ کے لیے آزاد کردیا اس نیکی اور کشادہ دلی کا یہ اثر ہوا کہ اوسیوقت چھ ہزار غیر مسلم مرد و عورت حلقہ غلامی سے آزاد کردیے گئے اور کسی نے یہ خیال بھی نہ کیا کہ یہ غیر مسلم ہین انپر کیون رحم کیا جاوے۔ اسلام ہمیشہ خیرات مین مسلم اور غیر مسلم کا خیال نہین کرتا اس اخلاق اور صلہ رحمی کا یہ اثر ہوا کہ وہ تمام قبیلہ بنی ہوازن بت پرستی چھوڑ کر مسلمان ہوگیا۔

فتح مکہ کے بعد ہی دور دراز مقامات کی بڑی بڑے قبیلون نے آکر اسلام قبول کرنا شروع کردیا اور حضرت کی طرف سے مشنری یعنی معلمان دین اونکے ساتھ جانے لگے اور تھوڑے ہی زمانہ مین تمام عرب مسلمان ہوگیا۔

قبیلۂ طے ذ ابتک اسلام قبول نہین کیا تھا ان مین سے بعض مفسدون نے ملک مین فساد کرنا چاہا حضرت نے علی مرتضی کو اونکی سرکوبی کے لیے ایک دستۂ فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ عدی بن حاتم تاب مقابلہ نلاکر شام کو بھاگ گیا اُسکی مقبوضات پر قبضہ کر لیا گیا اُسکی اہل قبیلہ اسیر ہوکر مدینہ مین لائی گئی انمین دختر حاتم بھی تھی حضرت نے دختر حاتم کو اعزاز خاندانی کے لحاظ سے آزاد کرکے وطن جانیکی اجازت دی اُسنے ہاتھ جوڑکر عرض کی اے سردار عرب میرا دل گوارا نہین کرتا کہ سب اہل قبیلہ تو اسیر ہین اور مین آزاد ہوکر وطن چلی جاؤن جسطرح مجھپر رحم کیا گیا اُنپر بھی رحم کیا جاوے اوس نیک لڑکی کی سفارش پر آپنے تمام اہل قبیلہ کو آزاد کر دیا۔ یہ گنہگار مجرمون نے حضرت کے اخلاق سے متاثر ہوکر اُسیوقت اسلام قبول کر لیا۔

اب ایام حج قریب آ گئے حضرت نے علی مرتضی کو سورۂ برات دیکر بھیجا کہ بعد ادائے ارکان حج یہ اعلان کر دیا جاوے کہ اگلے سال سے مکہ خاص خدا پرستون کا شہر قرار پاویگا۔ اور کسی بت پرست کو وہان آنیکی اجازت نہو گی۔

چنانچہ حضرت علی نے بعد ادائے حج کے بعد قربانی کے دن ایک بلندی پر کھڑے ہوکر بآواز بلند یہ اعلان کر دیا کہ اگلے سال سے کسی بت پرست کو یہان آنیکی اجازت نہوگی نہ کوئی دستور جاہلیت کے مطابق ننگا ہوکر طواف کر سکے گا اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ اگلی سال سے پہلے تقریبًا کل عرب مسلمان ہو گیا۔

اب سنہ ہجری شروع ہوا حضرت نے اس سال یہ کام کیا کہ عرب کی ہر ایک قبیلہ مین ایک ایک مشنری تعلیم دین کیواسطے بھیجدیا اور اون بادشاہون کے پاس جو ابتک مسلمان نہین ہوے تھے سفارتین بھیجین بہتون کیطرف سے سفارت نے واپس آکر قبولیت اسلام کا مژدہ سنایا اور اس جانفشانی کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ ملک جو صدیون سے چاہ ضلالت مین ڈوبا ہوا تھا۔ یکلخت خطۂ رضوان بنگیا۔ اس روحانی ترقی پھیلانے کے بعد حضرت کو یقین ہو گیا کہ جس کام کیواسطے خدا نے اون کو پیدا کیا تھا وہ پورا ہو گیا اب موت کے دن نزدیک ہین چنانچہ آپنے الوداعی حج کرنیکی ٹھانی۔

۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ کو آپکا قافلہ مکہ کیطرف روانہ ہوا شان قدرت نظر آتی تھی کہ کل تک تمام دنیا جسکی مخالفت پر آمادہ تھی بجز ذات خدا جسکا کوئی مددگار نہ تھا آج اوسی کے جھنڈے کے نیچے میدان عرفات مین ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) خدا پرست خدای واحد کے حضور مین سر جھکائے بن سلے کپڑے کفن کیطرح پہنے امیری و غریبی کا فرق دور کیے میدان حشر کا نمونہ بنائے کھڑے ہین اللہ اکبر صداقت کی کامیابی کا کیسا عالیشان نظارہ ہی۔

ادای حج کے بعد حضرت محمد صاحب جبل عرفات پر ... اور بلند آواز سے فرمایا ای مسلمانو سنو اور گوش دلسے توجہ کرو شاید کہ اگلی سال مین تم مین نہونگا آپس مین ایک دوسرے کو بھائی سمجھنا خدای واحد پر پورا بھروسا رکھنا عورات کے ساتھ بد سلوکی نہ کرنا غلامون کو وہ آسائش دینا جو تم اپنے آپکو دیتے ہو اگر اونسے کوئی خطا ہو جاوے در گذر کرنا یاد رکھو کہ سب مسلمان آپس مین بھائی ہین کوئی ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرے اسکے بعد نماز حج ادا کیگئی اور حضرت مدینہ کو واپس ہوے۔

اثنای راہ مین غدیر خم کے مقام پر اٹھارہ ہزار آدمیون کے مجمع مین ہنگام ظہر حضرت محمد صاحب نے کجاوون کی منبر پر کھڑے ہو کر حمد و ثنای الٰہی کے بعد علی مرتضیٰ کو اپنا جانشین مقرر کرکے سبکو دکھلا اور پہنچوا دیا بازوی علی تھام کر باواز بلند ارشاد فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ ترجمہ جسکا مین والی اور سرپرست ہون اوسکی والی اور حاکم بعد میرے علی مرتضیٰ ہین۔

اب ۱۱ھ شروع ہوا یہی سال رحلت ہی آپنے اس سال مدینہ ہی کہین باہر جانیکا قصد نہین کیا۔

مہم ہوک سی واپس آتی وقت اہل روم نے ایک بیگناہ مسلمان کو قتل کر دیا تھا اوسکا انتقام لینے کے لیے آپنے ایک دستہ فوج روانہ کیا جسکا سردار اسامہ بن زید بن ثابت تھا اور حضرت ابوبکر اور عمر صاحب کو بھی اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا لیکن آنحضرت کی بیماری کی خبر سنکر بعض صحابہ بھی لشکر سے لوٹ آئے۔

حضرت کی عمر اب تریسٹھ سال کی تھی بخار نے آپکو بہت کمزور کردیا تھا ہنگام نا حضرت علی اور دیگر چچا زاد بھائی
آپکو تھام کر مسجد مین لائے آپنے بیٹھ کر نماز پڑھائی پھر سب سے مخاطب ہوکر فرمایا اگر مجھ سے کسیکو کچھ تکلیف پہونچی ہو
تو اوسکا بدلہ آج مجھ سے لیوی اور کسیکا کچھ قرض آتا ہو تو مانگ لی۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا میرے
تین درہم آپ کے ذمہ ہین جو فوراً ادا کیے [illegible]رت دی اور سب کو نیک باتون کی نصیحت اور ہدایت
کرکے سپرد بخدا کیا اور گھر مین آئے۔

۲۸ صفر سنہ ۱۱ ہجری اور بروایتی ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو بوقت دوپہر آہستہ آہستہ خدا کا نام لیتی
اور بالرفیق الاعلی۔ بالرفیق الاعلی یعنے خدای بزرگ کے پاس۔ خدای بزرگ کی پاس
کہتے ہوے دنیا سے سدھارے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون